مرتب

عرفان خلیلی

(صفی پوری)

اُستادِ مُحترَم

جناب مولوی حاتم علی صاحب حیرتؔ مرحوم

کے نام

جن کی تربیت نے

میرے اندر

سخن فہمی کا ذوق

پیدا کیا۔

عرفان خلیلی

فہرست

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آج سے تقریباً چار سال قبل میرے ایک کرم فرما نے اس خواہش کا اظہار کیا تھا کہ:۔
"بیت بازی کے لیے اگر ایک ایسا مجموعہ تیار ہو جائے جو معیاری اشعار پر مشتمل ہو تو یہ ادب کی ایک بہت بڑی خدمت ہوگی کیونکہ بازار میں عام طور پر ایسے مجموعے دستیاب ہیں جو غیر معیاری اشعار سے بھرے ہوئے ہیں، اس سے عوام کا ادبی ذوق بجائے بلند ہونے کے پستی کی طرف مائل ہوتا ہے۔"
اس خواہش کے پیش نظر معاً یہ خیال پیدا ہوا کہ اشعار کے انتخاب میں کیوں نہ اس بات کا اہتمام کیا جائے کہ:
(۱) ہر شعر ایک پیغام کا حامل ہو۔
(۲) اس کے ذریعے کوئی نہ کوئی اخلاقی تعلیم دی گئی ہو۔
(۳) اس سے کوئی ایسی نصیحت ملے جو زندگی کے لیے مشعلِ راہ ثابت ہو۔
(۴) اِن سب خصوصیات کے باوجود شعر اپنی شعریت سے عاری نہ ہو اور روکھا پھیکا وعظ نہ بننے پائے بلکہ اس میں شاعرانہ چاشنی برقرار رہے۔
اس خیال کو ذہن میں لے کر میں نے کام کا آغاز کر دیا۔ سب سے پہلے میں نے اساتذہ کے دواوین کا مطالعہ شروع کیا لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اِن مجموعوں میں حسن و عشق کی وارداتوں، گل و بلبل کی داستانوں، ساغر و مینا کے تذکروں، رقیبِ روسیاہ کی ریشہ دوانیوں اور ہجر و وصال کی روداد وں کے سوا کچھ نہ ملا ــــ مہینوں کی یہ محنت "کوہ کندن وکاہ برآوردن" کے مصداق ثابت ہوئی ــــ البتّہ ــــ دورِ متأخرین اور دورِ جدید کے شعراء

کے مجموعوں نے ـــــ جو مجھے دستیاب ہو سکے ـــــ بہت سہارا دیا۔ سچ پوچھیے تو یہ انتخاب انھیں کا مرہونِ منّت ہے۔ یہ کام بظاہر جتنا آسان دکھائی دے رہا تھا عملاً اس سے کہیں زیادہ مشکل ثابت ہوا۔ جتنی پتّہ ماری کرنی پڑی ہے اس کا بیان ممکن نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے میں اندازے سے کہیں زیادہ مدّت صَرف ہوئی۔ لیکن اس بات کی خوشی ہے کہ ایک ایسا انتخاب مرتّب ہو گیا جو ان شاءاللہ تعالیٰ اپنی نظیر آپ ہوگا۔

کوشش تو یہی کی گئی ہے کہ مذکورۂ بالا مقاصد اور خصوصیات کو ملحوظ رکھتے ہوئے یہ انتخاب سب کے لیے مفید اور کارآمد ثابت ہو لیکن یہ حقیقت ہے کہ ہر شخص کی پسند اور اس کا انتخاب دوسروں سے جداگانہ ہوتا ہے اور یہ مجموعہ میری پسند اور میرے انتخاب کا شاہکار ہے۔ ہو سکتا ہے کہ بعض اصحابِ ذوق کو میرا یہ انتخاب پسند نہ آئے۔ اس کے لیے میں معذرت خواہ ہوں کیونکہ "نظر اپنی اپنی، پسند اپنی اپنی"۔

آخر میں یہ عرض کر دوں کہ جن اشعار کے بارے میں یہ نہ معلوم ہو سکا کہ وہ کس کے ہیں اُن کے سامنے شاعر کے نام کی جگہ (نامعلوم) لکھ دیا گیا ہے۔ اگر کسی کو پورے وثوق کے ساتھ شاعر کا نام معلوم ہو تو براہِ مہربانی وہ مجھے مطلع فرمانے کی زحمت گوارا فرمائیں میں اُن کا ممنون ہوں گا۔

عرفان خلیلی

مرکزی درس گاہ اسلامی۔ رامپور (یوپی)

الف

اَپنے بھی خفا مجھ سے ہیں بیگانے بھی ناخوش
میں زہرِ ہلاہل کو کبھی کہہ نہ سکا قند — اقبالؔ

اَے جوئے آب بڑھ کے ہو دریائے تند و تیز
ساحل تجھے عطا ہو تو ساحل نہ کر قبول — اقبالؔ

اُس کی تقدیر میں محکومی و مظلومی ہے
قوم جو کر نہ سکی اپنی خودی سے انصاف — اقبالؔ

افسوس صد افسوس کہ شاہیں نہ بنا تو
دیکھے نہ تری آنکھ نے فطرت کے اشارات — اقبالؔ

الفاظ و معانی میں تفاوت نہیں لیکن
مُلّا کی اذاں اَور، مجاہد کی اذاں اَور — اقبالؔ

آئینِ جواں مرداں، حق گوئی و بیباکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی — اقبالؔ

اَے طائرِ لاہوتی اُس رزق سے موت اچھی
جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی — اقبالؔ

اپنے رازق کو نہ پہچانے تو محتاجِ مُلوک
اور پہچانے تو ہیں تیرے گدا دارا و جَم — اقبالؔ

اٹھائے کچھ ورق لالے نے، کچھ نرگس نے، کچھ گُل نے
چمن میں ہر طرف بکھری ہوئی ہے داستاں میری — اقبالؔ

اَپنے من میں ڈوب کر پا جا سُراغِ زندگی
تو اگر میرا نہیں بنتا، نہ بن، اپنا تو بن — اقبالؔ

آپ سے ہم سے بنی ہے نہ بنے
آپ ہی خشکی کو تری کہتے ہیں
حیرت شملوی

انھیں یہ فکر ستاروں سے دور جا نہ سکے
ہمیں یہ شرم زمیں کو زمیں بنا نہ سکے
شفیق جونپوری

آدمی کے پاس سب کچھ ہے مگر
ایک تنہا آدمیت ہی نہیں
جگر مرادآبادی

اسی اک جرم پر اغیار میں برپا قیامت ہے
کہ ہم بیدار ہیں اور اپنا مستقبل سمجھتے ہیں
جگر مرادآبادی

اٹھو اے نوجوانانِ چمن! وقتِ ترنم ہے
ستارے سو گئے، شبنم کہانی کہہ چکی اپنی
شفیق جونپوری

آپ! اور یہ کرم، یہ تواضع
آسماں کیوں زمیں بن گیا ہے
ماہر القادری

اب موسمِ گل یاد، نہ گلشن کی فضا یاد
اس طرح قفس میں رہے، کچھ بھی نہ رہا یاد
ماہر القادری

اب یہ محسوس ہو چلا ہے جگر
موت ہے زندگی کی تنہائی
جگر مرادآبادی

ابھی سے راہ رووں کو گلہ ہے کانٹوں کا
ابھی تو چند قدم میرے ساتھ آئے ہیں
عامر عثمانی

اب تو وہ جو بھی سزا دے وہ رَوا ہے یارو
میں نے صیاد کو صیاد کہا ہے یارو
عامر عثمانی

اُف یہ نیرنگیٔ تقدیر بھی کیا ہے یارو
آکے ساحل پہ کوئی ڈوب رہا ہے یارو — عامرؔ عثمانی

آزمائشیں اَے دِل سخت ہی سہی لیکن
یہ نصیب کیا کم ہے، کوئی آزماتا ہے — عامرؔ عثمانی

اپنی قبر میں تنہا آج تک گیا ہے کون
دفترِ عمل عامرؔ ساتھ ساتھ جاتا ہے — عامرؔ عثمانی

اُس سے اَے بندۂ خود دار تنزّل بہتر
وہ ترقی جو عطائے دِگراں ہوتی ہے — عامرؔ عثمانی

اَے عصرِ رواں تیرا جہاں روشن و تاباں
سب کچھ یہاں دیکھا، مگر انساں نہیں دیکھا — نامعلوم

اے خاک کے پُتلے! تجھے ادراک نہیں ہے
کچھ اور بھی ہے تجھ میں فقط خاک نہیں ہے — سیمابؔ اکبرآبادی

آبرو شرط ہے انساں کے لیے دنیا میں
نہ رہی آب جو باقی، تو ہے گوہر پتّھر — امیرؔ مینائی

اُن راستوں پہ بچھ گئے گلہائے زندگی
جن راستوں سے اہلِ جنوں دار تک گئے — واحدؔ پریمی

اَے شوق رَاہِ یار میں لے تو چلا ہے تو،
جادے سے پڑنے پائے نہ نقشِ قدم غلط — آتشؔ لکھنوی

اب کھل کے کہو بات تو کچھ بات بنے گی
یہ دَورِ اِشارات و کِنایات نہیں ہے — حفیظؔ میرٹھی

احباب سے کہدو! ذرا دامن کو بچائیں
میں ڈوب رہا ہوں، مرے نزدیک نہ آئیں
حفیظ میرٹھی

اب قدم اہلِ جنوں ہی کو اٹھانا ہوگا!
ہوش والوں میں تو یہ حوصلہ کم ہوتا ہے
حفیظ میرٹھی

آدمی نے کب آنکھ کھولی ہے
آہ! جب مٹ مٹا گئی دنیا
حفیظ میرٹھی

اِس فریبِ سکون وراحت پر
اِتنا ہنسئے کہ آنکھ تر ہو جائے
حفیظ میرٹھی

امتحاں کے لیے جفا کب تک
التفاتِ ستم نما کب تک
مومن

اِک بار زندگی جو ملی بے رُخی کے ساتھ
دیکھا نہ پھر کسی نے ہمیں زندگی کے ساتھ
حفیظ میرٹھی

اپنے دامن کے لیے خار چُنے خود ہم نے
اب یہ چبھتے ہیں تو پھر اس میں شکایت کیا ہے
حفیظ میرٹھی

ابھی کیا ہے کل اِک اِک بوند کو ترسے گا میخانہ
جو اہلِ ظرف کے ہاتھوں میں پیمانے نہیں آئے
حفیظ میرٹھی

ایک ٹھوکر کی حقیقت کچھ نہیں یوں تو مگر
کھول دے آنکھیں تو ساری عمر کا حاصل کہیں
حفیظ میرٹھی

آنسوؤں سے کیا بجھے گی دوستو دل کی لگی ؟؟
اور بھی پانی کی چھینٹوں سے بھڑک جاتی ہے آگ
حفیظ میرٹھی

اے صاحبِ عروج! تو بامِ عروج سے
سورج کے ڈوبنے کا نظارا نہ کیجیو!! حفیظ میرٹھی

اِک طرف موت ہے، اک سمت ہے توہینِ حیات
ہاں! تو پھر فیصلۂ سود و زیاں ہو جاتا حفیظ میرٹھی

اُسی کی راہ میں آنکھیں بچھائیگی منزل
وہ عزم جو نہیں محتاجِ ہمّت افزائی حفیظ میرٹھی

اس لیے گر گئے نظروں سے تری
ہم ترے حاشیہ بردار نہ تھے حفیظ میرٹھی

اِن اہلِ علم و دانش کے ناقص ہیں سارے منصوبے
انساں کو بنانے والا ہی انساں کے مسائل جانے ہے حفیظ میرٹھی

آدمی ہیں مگر خدا کی قسم
آدمیت سے دور ہیں کچھ لوگ دِوا کر راہی

اگر موجیں ڈبو دیتیں تو کچھ تسکین ہو جاتی
کناروں نے ڈبویا ہے مجھے اس بات کا غم ہے دِوا کر راہی

اس سے پہلے کہ لوگ پہچانیں
خود کو پہچان لو، تو بہتر ہے دِوا کر راہی

اُس آنکھ سے تم خود کو کس طرح بچاؤ گے
جو آنکھ پسِ پردہ بھی دیکھنے والی ہے دِوا کر راہی

اِس کارِ نمایاں کے شاہد ہیں چمن والے
گلشن میں بہاروں کو لائے تھے ہمیں پہلے عنوان چشتی

آپ سے چوک ہو گئی شاید
آپ اور مجھ پہ مہرباں، کیا خوب
عنوانؔ چشتی

اتنا نہ اپنے جامے سے باہر نکل کے چل
دنیا ہے چل چلاؤ کا رستہ، سنبھل کے چل
شاہ ظفرؔ

اس جبر پر تو ذوقؔ بشر کا یہ حال ہے
کیا جانے کیا کرے جو خدا اختیار دے
ذوقؔ دہلوی

آدمیّت اور شئے ہے، علم ہے کچھ اور چیز
کتنا طوطے کو پڑھایا، پر وہ حیواں ہی رہا
ذوقؔ دہلوی

اے دردؔ کہوں کس سے بتا رازِ محبت
عالم میں سخن چینی ہے یا طعنہ زنی ہے
میر دردؔ

الٰہی خیر میرے کارواں کی
جسے دیکھو امیرِ کارواں ہے
بسملؔ شاہجہانپوری

اس کے لیے ہی آج چمن میں جگہ نہیں
جس نے گلوں کا رنگ نکھارا ہے ساتھیو
فضلؔ قریشی

اگر تم شاد رہنا چاہتے ہو!
کسی کی بھی دل آزاری نہ کرنا
رئیسؔ رامپوری

آدمی کی فراست کی پہچان ہے
وقت پر فیصلہ، وقت پہ سوچنا
رئیسؔ رامپوری

اِن کناروں کی زندگی دیکھو
ساتھ رہتے ہیں، مل نہیں سکتے
نکہتؔ گلرخ

ایک ہو جائیں تو بن سکتے ہیں خورشیدِ مبیں
ورنہ ان بکھرے ہوئے تاروں سے کیا کام بنے
ابوالمجاہد زاہدؔ

امتحاں گاہ ہے یہ عرصۂ گیتی زاہدؔ
امتحاں ہی میں یہاں عمر گزر جاتی ہے
ابوالمجاہد زاہدؔ

آگ کا یہ رقص، یہ پھولوں کے جلتے پیرہن
تم گلستاں اس کو کہتے ہو؟ گلستاں ہی سہی
ابوالمجاہد زاہدؔ

اُس کا کردار ہی خود وجہِ کشش ہوتا ہے
اور خوبی نہ سہی صاحبِ کردار کے پاس
ابوالمجاہد زاہدؔ

آ اِدھر! اے مرے کردار پہ ہنسنے والے!
تیرے ماتھے کی سیاہی تو مٹا دی جائے
ابوالمجاہد زاہدؔ

اُس زندگی پہ موت کو ترجیح دیجے!
جس زندگی میں عزم نہو، حوصلہ نہ ہو
ابوالمجاہد زاہدؔ

اپنی تو وہ مثال ہے جیسے کوئی درخت
دُنیا کو چھاؤں بخش کے خود دھوپ میں جلے
نامعلوم

اِس جہاں میں کب کسی کا دَرد اپناتے ہیں لوگ
رُخ ہوا کا دیکھ کر، اکثر بدل جاتے ہیں لوگ
نامعلوم

اَے شمع! تجھ پہ رات یہ بھاری ہے جس طرح
ہم نے تمام عمر گزاری ہے اِس طرح
ناطقؔ لکھنوی

اِک بُوند تھی لہو کی، سرِ دار تو گری
یہ بھی بہت ہے، خوف کی دیوار تو گری
احمد فرازؔ

ابھی سے شکوۂ پست و بلند ہم سفرو!
ابھی تو راہ بہت صاف ہے، ابھی کیا ہے
رئیس امروہوی

اندھیری رات، تھکی ہمتیں، گراں منزل
سلامتی کی دعا مانگ کارواں کے لیے
نہال سیوہاروی

اُسے بھی دیکھ لو منزل کے دیکھنے والو!
شکستہ پا جو غریب الدیار راہ میں ہے
عزیز لکھنوی

آرہی ہے چاہِ یوسف سے صدا،
دوست یاں تھوڑے ہیں اور بھائی بہت
حالی

اُٹھے اگر تو مر کے اٹھیں گے یہاں سے ہم
یہ عہد کر چکے ہیں ترے آستاں سے ہم
عروج زیدی

اس حقیقت کو خدارا نظرانداز نہ کر
سرد ہو جاتا ہے وہ شعلہ جو بیباک نہ ہو
امین حزیں

انساں کو چاہیے نہ کسی پر گراں رہے
مثلِ نسیم رونقِ باغِ جہاں رہے!
ملک نصراللہ خاں عزیز

اے ضیاء! ماں باپ کے سائے کی ناقدری نہ کر
دھوپ کاٹے گی بہت جب یہ شجر کٹ جائے گا
ادریس ضیاء

انھیں کے اشک بے مجھے پوچھنا پڑے آخر
جو میرے حالِ پریشاں پہ مسکرائے تھے
ادریس ضیاء

ایک لمحہ کی کج نگاہی سے
زندگانی کے دائرے بدلے
ظہیر تاج

اپنا سمجھ رہے ہو ہر اک شخص کو مگر
یہ شہر بے وفا ہے میاں! دیکھ کر چلو
جمالؔ قریشی

اک شور ہے فضا میں کہ آئی ہے صبحِ نَو
کہتا ہے دل مگر یہ ہماری سحر نہیں
فرازؔ سلطانپوری

آپ نے تیر لگایا تو کوئی بات نہ تھی
زخم میں نے جو دِکھایا، تو بُرا مان گئے
حمیدؔ عظیم آبادی

اگر پھولوں کی خواہش ہے تو سُن لو
کسی کی راہ میں کانٹے نہ رکھنا
تابشؔ مہدی

اپنا چہرہ اگر تم کبھی دیکھتے
پھر کسی میں نہ کوئی کمی دیکھتے
تابشؔ مہدی

ایک منزل، ایک جادہ، ایک میرِ کارواں
اس سے ہٹ کر زندگی کی ہر ڈگر نامعتبر
عزیزؔ بگھروی

اُسی شخص کو میں نے انسان جانا
کہ احسان کر کے نہ احسان جانا
اثرؔ لکھنوی

اِس شان سے مسافر منزل کو جا رہے ہیں
چھالے قدم قدم پر آنکھیں بچھا رہے ہیں
اثرؔ لکھنوی

اس کو ناقدریٔ عالم کا صلہ کہتے ہیں
مر گئے ہم تو زمانے نے بہت یاد کیا
چکبستؔ

اس جہاں میں تو اپنا سایہ بھی
روشنی ہو تو ساتھ چلتا ہے
حمایت علی شاعرؔ

آج بھی اہلِ وفا کے ساتھ ہوتا ہے وہی
مصر میں جو کل ہوا تھا یوسفِ کنعاں کے ساتھ
لیث قریشی

اس بات پہ معتوب ہوں محفل میں کہ میں نے
محفل کے ہر اک شخص کو پہچان لیا ہے
لیث قریشی

اِس دَور کا انسان سمجھتا ہے کہ دنیا
آغاز ہی آغاز ہے انجام نہیں ہے
لیث قریشی

آدمیت ہے تو بنیاد ہے ہر خوبی کی
ہو نہ یہ بھی تو دھرا کیا ہے پھر انسان کے پاس
محمد علی جوہر

اتنی ہی دشوار اپنے عیب کی پہچان ہے،
جس قدر کرنی ملامت اور کو آسان ہے
حالی

آج کچھ مہربان ہے صیاد
کیا نشیمن بھی ہو گیا برباد
اثر لکھنوی

اُن گلوں سے تو کانٹے ہی اچھے
جن سے ہوتی ہو توہینِ گلشن!
فنا کانپوری

آج یہ کیا ہے کہ تاثیر نے رُخ بدلا ہے
میرا افسانہ ہے اور دیدۂ نم آپ کے ہیں
عزیز سلونوی

اس مصلحت پرست کو جینے کا حق نہیں
جس کو زباں ملی ہو، مگر بے زباں رہے
رشید کوثر فاروقی

اَوروں سے جو دُکھڑا روئے کوئی، غیبت کا ٹھہرتا ہے ملزم
اَحباب کے منہ پر شکوہ کرے تو اَور بُرا بَن جاتا ہے
رشید کوثر فاروقی

ایک ہی خاک سے انسان ہوئے ہیں پیدا
ایک ہی خون ہے، پھر خون بہاتے کیوں ہو — مشیرؔ جھنجھانوی

اُس آدمی کو کہاں گم کیا جو انساں تھا؟
شعورِ نَو سے ذرا یہ سوال پوچھو تو — ! — نیازؔ بھوپالی

اِنہی پتھروں پہ چل کر اگر آسکو تو آؤ
مرے گھر کے راستے میں کوئی کہکشاں نہیں ہے — شکیلؔ بدایونی

آپ کیا پوچھتے ہیں قیمتِ خودداریٔ دِل
ساری دنیا کی بھی دولت مجھے منظور نہیں — جوشؔ ملسیانی

اب فقط چہروں پہ رہتی ہے زمانے کی نظر
اب کسی شخص کے جوہر نہیں دیکھے جاتے — عزیزؔ نگھروی

اُس اک مرکزِ دین و دنیا سے ہٹ کر
نہ تیرا ٹھکانہ، نہ میرا ٹھکانہ — حفیظؔ میرٹھی

آپ کے لہجے سے پندار کی بو آتی ہے
سر پرستوں کی طرح حال نہ پوچھا کیجے — اقبالؔ عظیم

آدمی تو مِلے زندگی میں بہت
دِل تڑپتا رہا آدمی کے لئے — تابشؔ مہدی

اچھا یقیں نہیں ہے تو کشتی ڈبو کے دیکھ
اک تو ہی ناخدا نہیں ظالم، خدا بھی ہے — فانیؔ بدایونی

آج کی بدحال دنیا کے بھی دِن پھر جائیں گے
اَے مؤرخ! ہم اگر تاریخ دہرانے اُٹھے — حفیظؔ میرٹھی

اب آرزو اُس پھلواری میں بسنے کا سہارا کوئی نہیں
دو سو کھے تنکے لا کے رکھو، تو وہ بھی جلائے جاتے ہیں — آرزو لکھنوی

اپنا زمانہ آپ بناتے ہیں اہلِ دِل
ہم وہ نہیں کہ جن کو زمانہ بنا گیا — جگر مرادآبادی

انصاف ہے کہ حکمِ عقوبت سے پیشتر
اِک بار سوئے دامنِ یوسف بھی دیکھیے — فیض

اک نیا روز بدلتی ہے لباس
پیرہن رکھتی ہے دنیا کتنے — شاعر لکھنوی

اپنی زباں تو بند ہے تم خود ہی سوچ لو
پڑتا نہیں ہے یوں ہی ستمگر کسی کا نام — قتیل شفائی

آب و ہوا یہی ہے چمن کی تو ایک دن
اپنی ہی ٹہنیوں سے شجر خوف کھائیں گے — قتیل شفائی

اِدھر نہ دیکھ، اُدھر دیکھ اے جوانِ عزیز
بلند زورِ دروں سے ہوا ہے فوّارہ — اقبال

اگر منظور ہو تجھ کو خزاں ناآشنا رہنا
جہانِ رنگ و بو سے پہلے قطعِ آرزو کر لے — اقبال

آنسوؤ! جاؤ اب کرو آرام
ہم خود اپنا دیا بجھا بیٹھے — خمار بارہ بنکوی

اب لوگوں سے ملتے ہوئے گھبرانے لگا ہوں
پوچھے ہے کوئی حال، تو طعنہ سا لگے ہے — عزیز نہٹوری

ب

بدلنے والے زمانے کو خود بدلتے ہیں
زمانہ خود کو بدلتا نہیں کسی کے لیے
زکیؔ زاکانی

بہارِ لالہ و گل سے نہ مجھ کو بہلاؤ
میں جانتا ہوں یہ سُرخی مرے لہو کی ہے
زکیؔ زاکانی

بتوں سے تجھ کو امیدیں، خدا سے نومیدی
مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے
اقبالؔ

بنائیں کیا سمجھ کر شاخِ گل پر آشیاں اپنا
چمن میں آہ کیا رہنا، جو ہو بے آبرو رہنا
اقبالؔ

باطل جو صداقت سے الجھتا ہے تو الجھے
ذرّوں سے یہ خورشید چھپا ہے نہ چھپے گا
ماہرؔ القادری

برائی نہ چاہے، بُروں سے نبا ہے
اگر ہے تو دنیا میں مشکل یہی ہے
داغؔ

بشر کو چاہیے پاسِ دلِ بشر رکھے
کسی کا ہو کے رہے یا کسی کو کر رکھے
راسخؔ

بھائی سے بھائی کے کچھ تقاضے بھی ہیں
صحن کے بیچ دیوار اپنی جگہ!
نوازؔ دیوبندی

بس عقل کی بحثوں میں الجھے رہے فرزانے
پہنچے تو سرِ منزل پہنچے ترے دیوانے
ابوالمجاہد زاہدؔ

بھڑکی ہوئی ہے آتشِ نمرود چار سُو
کوئی خلیل ہے ارے کوئی خلیل ہے
ابوالمجاہد زاہدؔ

باہمہ ذوقِ آگہی ہائے رے پستیٔ بشر
سارے جہاں کا جائزہ، اپنے جہاں سے بے خبر — جگرؔ مرادآبادی

بہت حسین سہی صحبتیں گُلوں کی مگر
وہ زندگی ہے جو کانٹوں کے درمیاں گزرے — جگرؔ مرادآبادی

بشر کی یہ پستی! ارے توبہ توبہ!!
زمانے کا آقا، غلامِ زمانہ — جگرؔ مرادآبادی

بھری بہار میں تاراجیٔ چمن مت پوچھ!
خدا کرے نہ پھر آنکھوں سے وہ سماں گزرے — جگرؔ مرادآبادی

بہت مل جائیں گے ساتھی سفر کے
جو اپنے آپ کو تیار کرلوں — احقرؔ

بنو خود شمعِ منزل، راہِ منزل، رہبرِ منزل
کہ کوئی مرحلہ خالی نہیں ملتا ہے رہزن سے — احقرؔ

بہت چراغ نئے فکر نے جلائے ہیں
مگر خلوص و وفا کے دیے بجھائے ہیں — عامرؔ عثمانی

بے نور دھندلکے کو سویرا نہیں کہتے
ڈوبے ہوئے تاروں کا سحر نام نہیں ہے — ماہرؔ القادری

بے مہریاں بڑھی ہیں زمانے کی جس قدر
اتنی ہی یاد آتی ہیں ان کی نوازشات — حفیظؔ میرٹھی

بربادیاں بھی عشق میں بے فائدہ نہیں
اب آس پاس اہلِ ہوس کا پتا نہیں — حفیظؔ میرٹھی

بہت مسرور ہیں وہ چھین کر دِل کا سکوں عنواںؔ
ہجومِ غم میں بھی مجھ کو ہنسی آئی تو کیا ہوگا
عنوانؔ چشتی

بے خطر کود پڑا آتشِ نمرود میں عشق
عقل ہے محوِ تماشائے لبِ بام ابھی
اقبالؔ

برس کتنے گزرے یہ کہتے ہوئے
کہ کچھ کام کرلیں گے اب کے برس
وحشتؔ کلکتوی

بے خوفِ غیر دِل کی اگر ترجماں نہ ہو
بہتر ہے اس سے یہ کہ سرے سے زباں نہ ہو
محمد علی جوہرؔ

بہار آئی ہے اور آتی رہے گی
مگر وہ پھول جو مُرجھا گئے ہیں
جلیلؔ نعمانی

بد تر ہے موت سے بھی غلامی کی زندگی
مَر جائیو مگر یہ گوارا نہ کیجیو !
حفیظؔ میرٹھی

بات منصب سے نہ دولت سے بنی
کیونکہ ہم صاحبِ کردار نہ تھے
حفیظؔ میرٹھی

بھر نہ آئے جو کسی کی بے کسی پر اے حفیظؔ
اس کو کیسے آنکھ کہہ دیں، اس کو کیسے دِل کہیں
حفیظؔ میرٹھی

بڑے اَدب سے غرورِ ستمگراں بولا
جب انقلاب کے لہجے میں بے زباں بولا
حفیظؔ میرٹھی

بلند عزم اگر ہے تو ساتھیو تم کو
کبھی حوادثِ دوراں کچل نہیں سکتے
غافلؔ کرنالی

بس اِسی پر ہے بر ہم زمانہ عزیزؔ
اُس کی تصویر اُس کو دِکھا دی گئی
عزیزؔ بگھروی

بے حسوں کو عذابِ الٰہی بھی کم
دیدہ ور کے لیے ایک ٹھوکر بہت
عزیزؔ بگھروی

بال و پَر کے لیے ہر بلندی نشیب
ہر زمیں آسماں بے پری کے لیے
عزیزؔ بگھروی

بھٹکتے ہی رہے اپنی جبینِ شوق لیے
وہ بد نصیب جنھیں تیرا سنگِ در نہ مِلا
فرازؔ سلطانپوری

بے غرض پُرسش پہ بھی ہوتی ہیں اَب سرگوشیاں
اس زمانے میں خُلوصِ واقعی بھی جُرم ہے
اقبالؔ عظیم

باغباں نے آگ دی جب آشیانے کو مِرے
جن پہ تکیہ تھا وہی پتّے ہوا دینے لگے
ثاقبؔ لکھنوی

بے وجہ تو نہیں ہیں چمن کی تباہیاں
کچھ باغباں ہیں بَرق و شرر سے ملے ہوئے
ساغرؔ صدّیقی

بات کرتے ہیں اہلِ دنیا کی
آپ کا تو گِلہ نہیں کرتے
عدمؔ

بسکہ دشوار ہے ہر کام کا آساں ہونا
آدمی کو بھی میسّر نہیں انساں ہونا
غالبؔ

بدل کر فقیروں کا ہم بھیس غالبؔ
تماشائے اہلِ کرم دیکھتے ہیں
غالبؔ

باتیں ہزار سچ ہوں مگر پھر بھی احتیاط
آہستہ گفتگو، کہ زمانہ خراب ہے
لیثؔ قریشی

بشر پہلو میں دِل رکھتا ہے جب تک
اُسے دُنیا کا غم کھانا پڑے گا
حالیؔ

برق و شرر سے کہہ دے یہ کوئی
شعلوں سے ہم بھی کھیلے ہیں اکثر
حبیبؔ احمد

بغض و نفرت کی ہر اک سمت گھٹا ہو پھر بھی
شمع ہر گام پہ اُلفت کی جلائے رکھیے
کمالؔ جعفری

بات حق ہے تو پھر قبول کرو!
یہ نہ دیکھو کہ کون کہتا ہے
دِواکر راہیؔ

باغباں کیسی بہار آئی ہے، کیا عالم ہے
نظر آتے ہیں چمن میں خس و خاشاک ہنوز
آتشؔ لکھنوی

بہاریں کیوں چمن سے ہیں گریزاں
ذرا سوچیں یہ اَربابِ گلستاں
طاہرؔ تلہری

بیچ کر حسنِ چمن شانِ چمن کہلاؤں
دینے والے مجھے ایسا کوئی اعزاز نہ دے
قتیلؔ شفائی

بہت ہی کم ہیں زمانے میں وہ بشر راہیؔ
جو حق کی بات سُنیں اور اُسے پسند کریں
دِواکر راہیؔ

بات کرنے کا سلیقہ چاہیے
پھر جو کہنا ہے وہ کہنا چاہیے!
دواکر راہیؔ

پ

پانی پانی کر گئی مجھ کو قلندر کی یہ بات
تو جھکا جب غیر کے آگے، نہ تن تیرا نہ من
اقبالؔ

پھول کی پتّی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر
مَردِ ناداں پَر کلامِ نرم و نازک بے اَثر
اقبالؔ

پَرواز ہے دونوں کی اِسی ایک فضا میں
شاہیں کا جہاں اور ہے، کرگس کا جہاں اور
اقبالؔ

پھیلے ہیں ہمرنگِ محبت
حرص و ہوس کے جال، نہ پوچھو
ابوالمجاہد زاہدؔ

پھر بھی کانٹوں کو کب آتا ہے ہنر ہنسنے کا
عمر ہنستے ہوئے پھولوں میں گزر جاتی ہے
ابوالمجاہد زاہدؔ

پروانہ ہے خود اپنی جگہ شعلۂ بیتاب
اور شمع کا یہ حال، جَلایا تو جَلی ہے
ماہرؔ القادری

پَروانے آ ہی جائیں گے کھنچ کر بہ جبرِ عشق
محفل میں صرف شمع جَلانے کی دیر ہے
ماہرؔ القادری

پَروانے کی بساط ہی کیا تھی، فنا ہوا
دیکھا تو شمع بھی نہ رہی اپنے حال میں
شادؔ عظیم آبادی

پھول بھی جو ہنستے ہیں دِل دھڑکنے لگتا ہے
کھائے ہیں فریب اتنے، اب ہنسی سے ڈرتے ہیں
خمارؔ بارہ بنکوی

پَروں کو کھول دے ظالم جو بند کرتا ہے
قَفَس کو لے کے میں اُڑ جاؤں گا کہاں صیّاد
رِندؔ لکھنوی

پھولوں کو تو سَر خوب چڑھاتا ہے زمانہ
ہے کوئی جو کانٹوں کو بھی سینے سے لگالے
حفیظؔ میرٹھی

پَروانوں کا تو حشر جو ہونا تھا ہو چُکا
گزری ہے رات شمع پہ کیا، دیکھتے چلیں
حفیظؔ میرٹھی

پھر آنکھیں بھی تو دی ہیں کہ رکھ دیکھ کر قدم
کہتا ہے کون تجھ کو نہ چل، چل سنبھل کے چل
بہادر شاہ ظفرؔ

پناہ بھی نہ ملے گی فلک کو یاد رہے
لیا جو خاک نشینوں نے انتقام کبھی
شفیقؔ جونپوری

پکارا جب کبھی میں نے خوشی منہ بھر کر بولی
کہ تیرے شہر میں انسان کا انسان دشمن ہے
شفیقؔ جونپوری

پھٹے خیموں سے، ٹوٹی کشتیوں سے، رَہ گزاروں سے
دیے ہیں زندگی کو آفتابِ زندگی ہم نے
احسانؔ دانش

پوچھنا کیا، چشمِ بینا ہو تو دیکھ!!
دل کے ہر ذرّے میں ہیں لاکھ آفتاب
جگرؔ مرادآبادی

پہلے آپ اپنا دِل آئینہ کیجیے
پھر کسی سے امیدِ وفا کیجیے!
تابشؔ مہدی

پھر نہیں ہوتی پذیرائی کہیں اس کی عزیزؔ
اُن کے دَر سے اُٹھ کے ہو جاتا ہے سَر نامعتبر
عزیزؔ بگھروی

پیدا کیا گیا ہوں، مِٹایا بھی جاؤں گا
میرا وجود میرے عَدم کی دلیل ہے
عزیزؔ بگھروی

پرواز کی طاقت رہے صیاد سلامت
پر نوچ بھی ڈالے گا تو ہو جائیں گے پَر اور — عارفؔ

پیامِ دل سُنانا ہے خطا، دَورِ ترقی میں
کہ ہے اب قید سے حق کو رِہا کرنے پہ پابندی — فرازؔ سلطانپوری

پہلے خود جادۂ ایثار و وفا پر چلیے
امتحاں لیجیے پھر میری وَفاداری کا — دِواکر راہیؔ

پھول کانٹوں پہ اگر ہنستے رہیں گے راہیؔ
اِک نہ اِک روز گلستاں میں بغاوت ہوگی — دِواکر راہیؔ

پیکرِ دانش و حکمت تو بہت سے آئے
پر کسی نے غمِ ہستی کا مداوا نہ کیا — لیثؔ قریشی

پھول مصروفِ تبسّم تھے، صَبا محوِ خَرام
کوئی گلشن میں شریکِ گریۂ شبنم نہ تھا — لیثؔ قریشی

"پَتّا بھی نہیں ہلتا بغیر اس کی رضا کے"
پھر کس لیے اندیشۂ حالات کرو ہو — محمد خاں کلیمؔ

پُرانے وقت میں بھی دشمنی تھی
مگر ماحول زہریلا نہیں تھا — اظہرؔ عنایتی

پھر اختتام ہے نمرود کی خدائی کا
پھر اُس نے تیر چلائے ہیں آسماں کی طرف — نظرؔ زیدی

پکارتے رہے محفوظ کشتیوں والے
میں ڈوبتا ہوا دَریا کے پار اتر بھی گیا — احمد فرازؔ

ت

تارا ٹوٹتے دیکھا سب نے، یہ نہیں دیکھا ایک نے بھی
کس کی آنکھ سے آنسو ٹپکا، کس کا سہارا ٹوٹا ہے
آرزو لکھنوی

تپاؤ دل کو کہ بَن جائے زندگی کُندن
رہے رہے نہ رہے صبح تک یہ شام کی آنچ
اطہر عباسی

تنہائیوں میں بھی ہمیں محسوس یہ ہوا
جیسے ہو کوئی پاس ہمارے یہیں کہیں!
فراز سلطانپوری

تم مرے پاس ہوتے ہو گویا
جب کوئی دوسرا نہیں ہوتا
مومن

تجھے اپنے غم سے مطلب، مجھے غم ہے دوسروں کا
ترے سامنے نشیمن، مرے سامنے چمن ہے
ماہر القادری

تمناؤں میں الجھایا گیا ہوں
کھلونے دے کے بہلایا گیا ہوں
شاد عظیم آبادی

تو اِسے پیمانۂ امروز و فردا سے نہ ناپ
جَاوِدَاں ، پیہم دَواں ، ہر دم جواں ہے زندگی
اقبال

تری بندہ پروری سے مرے دن گزر رہے ہیں
نہ گلہ ہے دوستوں کا، نہ شکایتِ زمانہ
اقبال

تری خوشی سے اگر غم میں بھی خوشی نہ ہوئی
یہ زندگی تو محبّت کی زندگی نہ ہوئی ــــ!
جگر مراد آبادی

توحید تو یہ ہے کہ خدا حشر میں کہدے
یہ بندہ دو عَالَم سے خفا میرے لیے ہے
محمد علی جوہر

تھام لے موت کا دامن، کہ رہِ مقصد سے
زندگی مشورہ دیتی ہے بھٹک جانے کا — الطافؔ

تھا جو ناخوب، بتدریج وہی خوب ہوا
کہ غلامی میں بدل جاتا ہے قوموں کا ضمیر — اقبالؔ

تقدیر کے پابند نباتات و جمادات
مومن فقط احکامِ الٰہی کا ہے پابند — اقبالؔ

تیرگیٔ جہل میں جس نے جَلائے تھے چراغ
اب کہاں وہ آدمی ہے اور وہ شانِ زندگی — دِوا کر راہیؔ

تِری نگاہ سے محروم قافلے دیکھے
تمام عمر چلے اور راستہ نہ مِلا — نعیمؔ صدیقی

تجھے تو کیا ترِے جلوؤں کی ضَو بھی پا نہ سکے
جو زندگی کو تری راہ میں لُٹا نہ سکے — عامرؔ عثمانی

تم جفاؤں پہ نادم نہ ہونا
یہ حسابِ دلِ دوستاں ہے — ماہرؔ القادری

تنقید صرف غیروں پہ کرنا بجا نہیں
یہ آئینہ بھی آپ ذرا دیکھتے چلیں — تاباںؔ جونپوری

تجھ سے کٹ کر کوئی دیکھے تو کہاں پہنچا ہوں
جیسے ندی میں کوئی سنگِ رواں آوارہ — یوسف ظفرؔ

تقریر سے ممکن ہے نہ تحریر سے ممکن
وہ کام جو انسان کا کِردار کرے ہے — حفیظؔ میرٹھی

تقدیر کے قاضی کا یہ فتویٰ ہے اَزل سے
ہے جُرم ضعیفی کی سزا مَرگِ مُفاجات — اقبالؔ

تو ہی ناداں چند کلیوں پر قناعت کر گیا!
ورنہ گلشن میں علاجِ تنگیٔ داماں بھی ہے — اقبالؔ

تو سامنے نہیں ہے نہ ہو، رہبرِ حیات
لیکن تری بتائی ہوئی رہ گزر تو ہے — دِواکر راہیؔ

تمہیں کالی گھٹا کا بھی نہیں پہچاننا آیا
نشیمن سے دھواں اٹھتا ہے تم کہتے ہو ساون ہے — شفیقؔ جونپوری

تم کو ہے فکرِ تن آسانی اثرؔ
زندگی قربانیوں کا نام ہے — اثرؔ لکھنوی

تڑپ کے شانِ کریمی نے لے لیا بوسہ
کہا جو سر کو جھکا کر "گناہ گار ہوں میں" — اقبالؔ

تھی کسی دَرماندۂ رَہرَو کی صدائے دردناک
جس کو آوازِ رحیلِ کارواں سمجھا تھا میں — اقبالؔ

تسخیرِ مہر و ماہ مبارک تجھے مگر
دل میں اگر نہیں، تو کہیں روشنی نہیں — جگرؔ مرادآبادی

تمام عمر اِسی سوچ میں گنوا بیٹھا
کہ زندگی جو ملی ہے تو کوئی کام کروں — ابوالمجاہد زاہدؔ

تمام عمر گزاری ہوس کے سائے میں
اَجَل کا وقت جو آیا تو ہم نے ہاتھ ملے — عامرؔ عثمانی

تہذیبِ نَو کے عہد میں، انسانیت کے ساتھ
انساں نے کیا سلوک کیا، دیکھتے چلیں — حفیظؔ میرٹھی

تیر باقی ہیں کیا ترکشوں میں ابھی
جو ہمیں زندگی کی دُعا دی گئی — عزیزؔ بگھروی

تاریخ اپنے آپ کو دُہرائے گی ضرور
ظالم ترا سلوک، ترے روبرو نہ آئے — شادؔ عارفی

تفریقِ مِلَل حکمتِ افرنگ کا مقصود
اسلام کا مقصود فقط ملّتِ آدم — اقبالؔ

تمام عمر کیا ہم نے انتظارِ بہار
بہار آئی تو شرمندہ ہیں بہار سے ہم — حفیظؔ ہوشیارپوری

تیری تصویر میں کیا رنگ بھروں
مجھ سے اپنی ہی نہ تصویر بنی — ابوالمجاہد زاہدؔ

تو طیرِ ابابیل سے ہرگز نہیں کمزور
بیچارگی پہ اپنی نہ جا، شانِ خدا دیکھ — محمد علی جوہرؔ

تاج و ایوان کو ہے طیش کہ "حق گوئی کیوں"
یوں اِکہ اس دَور میں فطرت کی زباں ہیں ہم لوگ — رشید کوثرؔ فاروقی

تو بچا بچا کے نہ رکھ اِسے، ترا آئینہ ہے وہ آئینہ
جو شکستہ ہو تو عزیز تر ہے نگاہِ آئینہ ساز میں — اقبالؔ

تجھے بھی ڈر ہے کسی کا تو دوُر سے پڑھ لے
لکھی ہوئی ہے دلوں کی پکار چہروں پر — قتیلؔ شفائی

تا بہ کے جذبِ کلیمانہ رہے گا خاموش
شیطنت درپئے آزار رہے گی کب تک
سلیمان آصف

تم نے ہنستے مجھے دیکھا ہے، تمہیں کیا معلوم
کرنی پڑتی ہے ادا کتنی ہنسی کی قیمت
رئیس رامپوری

تمام شہر میں کیا ایک بھی نہیں منصور
کہیں گے کیا رسن و دار، آؤ سچ بولیں
قتیل شفائی

تنگ آجاتے ہیں جب ظلمتِ ماحول سے ہم
اپنے ماضی ہی کی یادوں کے جلاتے ہیں چراغ
اقبال رامپوری

تم کو ہمارے حال کی ہے جسقدر خبر
اتنی ہمارے حال کی ہم کو خبر نہیں!
ملک نصراللہ خاں عزیز

تری زندگی اِسی سے، تری آبرو اِسی سے
جو رہی خودی تو شاہی، نہ رہی تو روسیاہی
اقبال

تم پوچھو اور میں نہ بتاؤں، ایسے تو حالات نہیں
ایک ذرا سا دِل ٹوٹا ہے، اور تو کوئی بات نہیں
قتیل شفائی

تری خودی سے ہے روشن ترا حریم وجود
حیات کیا ہے؟ اسی کا سرور سوز و ثبات
اقبال

تیری تقدیر ہے سعئ پیہم!
بے نیازانہ تماشا کب تک
حبیب صدیقی

تاریکئ حیات کو جو دور کر سکے
ہم ایسی صبح کے ہیں طلبگار دوستو
واحد پریمی

ترے حضور یہ گردن جھکی تو ایسی جھکی
کسی کے سامنے پھر اس کے بعد خم نہ ہوئی
نعیم صدیقی

تا بہ کے صرف باتوں سے بہلاؤ گے
چارہ سازو! ہمیں اَب دوا چاہیے
فیروز نظر

تبصرہ کیا پوچھتے ہو آج کے حالات پر
آج سر اپنا ہتھیلی پر لیے پھرتا ہوں میں
جگن ناتھ آزاد

تجھے آبا سے اپنے کوئی نسبت ہو نہیں سکتی
کہ تو گفتار، وہ کردار، تو ثابت وہ سیارہ
اقبال

تم چلو اس کے ساتھ یا نہ چلو
پاؤں رُکتے نہیں زمانے کے
ابوالمجاہد زاہد

ترے نام سے جس کو نسبت نہ ہوگی
وہ افسانہ ہوگا حقیقت نہ ہوگی
ماہر القادری

تالاب تو برسات میں ہو جاتے ہیں کم ظرف
باہر کبھی آپے سے سمندر نہیں ہوتا
اعجاز رحمانی

تاریکیوں کو درد ملے جب نہ روشنی
پھر علم کا چراغ جلانے سے فائدہ
درد لکھنوی

تم نے جو مجھ کو دیا ہے لے لو
میرا ماضی مجھے واپس کر دو
طاہر تلہری

تہدید رَوا، جور و ستم خیر، ولیکن
فریاد گراں، شکوہ غلط، آہ رسا جرم
یونس قنوجی

ٹ

ٹوٹے ہوئے مرقد بھی ذرا دیکھ لے چل کے
تنہائی میں نقشے نہ بنا تاج محل کے — یونس نشاط

ٹھوکر سے مرا پاؤں تو زخمی ہوا ضرور
رستے میں جو کھڑا تھا وہ کہسار ہٹ گیا — شکیبؔ جلالی

ٹھوکریں کھا کے کہیں بیٹھ نہ جانا راہیؔ
راہ کچھ اور ہے، منزل کا تصوّر کچھ اور — راہیؔ

ٹوٹے گا طلسمِ شبِ تاریک نہ گھبرا
جادو ہے جگانے کو عروسِ سحر اپنا — احقرؔ

ٹھہر ٹھہر! کہ بہت دل کشا ہے یہ منظر
ذرا میں دیکھ تو لوں تابناکیٔ شمشیر — اقبالؔ

ٹوٹ جائے نہ کہیں رشتۂ غم
بارِ غم حد سے گراں ہے یارو — ظہیر تاجؔ

ٹک تو فرصت دے کہ رخصت ہولیں اے صیّاد ہم
مدّتوں اس باغ کے سائے میں تھے آباد ہم — مظہرؔ جان جاناں

ٹھہرے اگر تو منزلِ مقصود پھر کہاں
ساغر بکف گرے تو سنبھلنا نہ چاہئے — اصغرؔ گونڈوی

ٹوٹتا ہے کہ نہیں اب درِ زنداں اپنا
آج کچھ تند زمانے کی ہوا ہے تو سہی — آنند نرائن مُلّاؔ

ٹھہر سکا نہ ہوائے چمن میں خیمۂ گُل
یہی ہے فصلِ بہاری؟ یہی ہے بادِ مُراد؟ — اقبالؔ

ٹھہرا گیا ہے لا کے جو منزل میں عشق کی
کیا جانے رہنما تھا کہ رہزن تھا، کون تھا — شرفؔ

ٹینک آگے بڑھیں کہ پیچھے ہٹیں
کوکھ دھرتی کی بانجھ ہوتی ہے — ساحرؔ لدھیانوی

ٹوٹ کر دِل تو بنا بزمِ جہاں کی زینت
توڑنے والے ترے ہاتھ بھلا کیا آیا — زکیؔ زاکانی

ٹوٹنے کو ہے دِلِ وحشی یہ زنجیرِ ستم
اب سحر ہونے کو ہے، فصلِ بہار آنے کو ہے — فیروز نظرؔ

ٹھانی تھی دِل میں اب نہ ملیں گے کسی سے ہم
پر کیا کریں کہ ہو گئے ناچار جی سے ہم — مومنؔ

ٹک خبر لے کہ ہر گھڑی ہم کو
اب جُدائی بہت ستاتی ہے — میر دردؔ

ٹھکانہ ڈھونڈ اَے مرغِ چمن خوش رنگ پھولوں میں
اگر تنکوں کو اپنا آشیاں سمجھا تو کیا سمجھا — جوشؔ ملسیانی

ٹوٹ کر ایک ستارے نے دِیا ہم کو سبق
روشنی راہ میں بن جاؤ زمانے کے لیے — نامعلوم

ٹوٹا تو ہوں مگر ابھی بکھرا نہیں فرازؔ
میرے بدن پہ جیسے شکستوں کا جال ہو — احمد فرازؔ

ٹھوکروں ہی سے تو ملتا ہے سُراغِ منزل
ظلمتوں ہی سے نمودارِ سحر ہوتی ہے — ماہرؔ القادری

ث

ثباتِ بحرِ جہاں میں نہیں کسی کو امیرؔ
اِدھر نمود ہوا اور اُدھر حباب نہ تھا
امیرؔ مینائی

ثبات پا نہ سکے گا کوئی نظامِ چمن
فسردہ غنچوں کو جس میں شگفتگی نہ ملی
آنند نرائن مُلّاؔ

ثبوتِ عظمتِ انسانیت ہیں
محمدؐ مصطفےٰ انسانِ کاملؐ
حفیظؔ میرٹھی

ثابت ہوا یہ ہے ترا انداز مستقل
دل سے تری نگاہ کرم کا گماں گیا
میکشؔ اکبرآبادی

ثابت ہوا، فضول ہے اظہارِ آرزو
کہیے تو کیا ہو اور نہ کہیے تو کیا نہ ہو
میکشؔ اکبرآبادی

ثباتِ گُل کا چھڑا تذکرہ تو بات کھلی
چمن میں حُسنِ نظر کو بہار کہتے ہیں
رئیسؔ رامپوری

ثابت قدم رہوں کہ تلاطم کا ساتھ دوں
ساحل کے رُخ تو لا نہ سکوں گا ہوا کو میں
نامعلوم

ثنا تیری نہیں ممکن زباں سے
معانی دوُر پھرتے ہیں بیاں سے
اثرؔ لکھنوی

ثاقبؔ مجھے بزم میں یہ ڈر ہے
شاید کہ رُکیں نہ مجھ سے آہیں
ثاقبؔ کانپوری

ثاقبؔ ترے حضور کھڑا ہے امیدوار
تو رحم کر کہ جبر، تجھے اختیار ہے
ثاقبؔ کانپوری

ثاقبؔ میں کس امید پہ دنیا میں اب جیوں
جتنے تھے زندگی کے سہارے چلے گئے ثاقبؔ کانپوری

ثابت قدم جو شاہ رہِ زندگی میں ہے
دراصل کامیاب وہی رہروی میں ہے احقرؔ

ثبوتِ بُرق کی غارت گری کا کس سے ملے
کہ آشیاں تھا جہاں، اب وہاں دھواں بھی نہیں اظہرؔ سعید

ثابت ہوا نہ جرم تو اک آہِ ناتمام
زنجیر بن گئی درِ زنداں کے واسطے زکیؔ زاکانی

ثاقبؔ تمہیں خبر نہیں وقتِ عمل ہے یہ
اب سعیٔ رائیگاں کا زمانہ گذر گیا ثاقبؔ کانپوری

ثباتِ زندگی ایمانِ محکم سے ہے دنیا میں
کہ اَلمانی سے بھی پائندہ تر نکلا ہے تورانی اقبالؔ

ثاقبؔ انھیں کیا یاد کریں ہم کہ جنھوں نے
بھولے سے سوئے گورِ غریباں نہیں دیکھا ثاقبؔ لکھنوی

ثنا زباں پہ مگر دِل میں نفرتیں پنہاں
خطا معاف! یہ دھوکا ہے دوستی تو نہیں نامعلوم

ثاقبؔ مری ہی ذات سے صحرا کا نام ہے
باقی رہے گی عظمتِ ویرانہ پھر کہاں ثاقبؔ کانپوری

ج

جن کو مٹا سکے نہ کوئی دَورِ انقلاب
کچھ ایسے نقش بھی تو بناتے ہوئے چلو — ماہر القادری

جس میں نہ ہو انقلاب، موت ہے وہ زندگی
روحِ اُمم کی حیات، کشمکشِ انقلاب — اقبال

جہلِ خرد نے دن یہ دِکھائے
گھٹ گئے انساں، بڑھ گئے سائے — جگر مرادآبادی

جھوٹی ہے ہر ایک مسرت
روح اگر تسکین نہ پائے — جگر مرادآبادی

جسے ہوائے زمانہ کبھی بجھا نہ سکے
قدم قدم پہ وہ اِک شمعِ راہ پیدا کر — جگر مرادآبادی

جنھیں بھی تول کے دیکھا عمل کے میزاں میں
کھُلا یہ حال کہ انساں نہیں ہیں سائے ہیں — عامر عثمانی

جو ملے زمانے کو، رنج وہ سر آنکھوں پر
جو ملے ہمیں تنہا، اس خوشی سے ڈرتے ہیں — خمار بارہ بنکوی

جان ہتھیلی پر رکھ لے
کہنی ہے گر سچی بات — حفیظ میرٹھی

جوانو! یہ صدائیں آ رہی ہیں آبشاروں سے
چٹانیں چور ہو جائیں، جو ہو عزمِ سفر پیدا — سہیل زیدی

جن کو ہم سمجھا کیے اَبرِ بہار
وہ بگولے کتنے گلشن کھا گئے — احمد ندیم قاسمی

جس سمت دیکھیے وہیں رِستے ہوئے سے زخم
وَیسے بڑا حسین ہے دَورِ ترقیات — حفیظ میرٹھی

جلا وہ شمع کہ آندھی جسے بجھا نہ سکے
وہ نقش بن کہ زمانہ جسے مٹا نہ سکے — شفیق جونپوری

جو اعتماد کو اک بار ٹھیس پہنچا دے
اُس آدمی کا دوبارہ نہ اعتماد کرو — دواکر راہی

جو سچ پوچھو تو وہ ساعت بڑی دشوار ہوتی ہے
اصولوں سے غرض جب برسرِ پیکار ہوتی ہے — دواکر راہی

جو ان کی یاد سے خالی ہوں، ان کے ذِکر سے دوُر
حیات پر وہی لمحے گِراں گزرتے ہیں — شفا گوالیاری

جب کبھی اٹھے گا پھولوں کی حفاظت کا سوال
یاد کر کے باغباں کانٹوں کو روئے گا ضرور — ادریس ضیاء

جو ترے دَر پہ خم ہو گئی
وہ جبَیں محترم ہو گئی — اقبال صفی پوری

جہاں اُن کی یورِشیں ہیں، وہیں آشیاں بنے گا
کوئی جا کے بجلیوں کو مرا فیصلہ سُنا دے — فراز سلطانپوری

جامِ غمِ حیات نہ لو بے دلی کے ساتھ
اک ناروا سلوک ہے یہ زندگی کے ساتھ — فراز سلطانپوری

جس شخص میں بھی جرأتِ اظہار نہیں ہے
وہ سب ہے، مگر صاحبِ کِردار نہیں ہے — تابش مہدی

جن کی راہوں میں سدا میں نے بچھائیں آنکھیں
ان کی آنکھوں میں کھٹکتا ہوں میں کنکر کی طرح — جمالؔ قریشی

جنھیں حقیر سمجھ کر بجھا دیا تو نے
وہی چراغ جلیں گے تو روشنی ہو گی — نامعلوم

جو غم میں گھبرا رہے ہیں شاعرؔ کوئی یہ اے کاش ان سے پوچھے
اگر سمجھنا ہے زندگی کو، تو زندگی سے فرار کیوں ہے — شاعرؔ لکھنوی

جلالِ پادشاہی ہو کہ جمہوری تماشا ہو
جُدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی — اقبالؔ

جاگ اٹھتے ہیں دو جہاں شاعرؔ
جاگتا ہے جب آدمی کا ضمیر — شاعرؔ لکھنوی

جفا کی تیغ سے گردن وفا شعاروں کی
کٹی ہے برسرِ میداں، مگر جھکی تو نہیں — نامعلوم

جب تلک چہرے پہ غم کی گرد کا غازہ نہ تھا
زندگی کتنی حسیں ہے، اس کا اندازہ نہ تھا — عرفانؔ بنارسی

جو بھی حق ہے اُسے بے خوف و خطر کہتا ہوں
مصلحت کہتی ہے خاموش، مگر کہتا ہوں — دِواکر راہیؔ

جس کو دنیا کی حقیقت کا پتا ہوتا ہے
اس کے جینے کا سلیقہ ہی جُدا ہوتا ہے — بیدلؔ سرحدی

جنھیں دِن رات فِکرِ آشیاں ہے
کریں گے کیا وہ تعمیرِ گلستاں — طاہرؔ تلہری

جو حق کا پیامی، وہی باطل کا نگہباں
دنیا کی دورنگی کا سماں دیکھ رہا ہوں! جوہر گورکھپوری

جب سے درِ ترا چھوٹا، مجھ سے کھو گئی منزل
پھر رہا ہوں بے مقصد، جیسے برگِ آوارہ حلیم انصاری

جو حوصلہ ہے تو کھنچواؤ دار پر ہم کو
ہمی نے صبحِ بہاراں کی آرزو کی ہے زکی زاکانی

جس کا کوئی جواب نہ ہو وہ جواب دوں
سوچا یہ ہے کہ سب کی سنوں اور چُپ رہوں رئیس رامپوری

جب کسی نے کہیں پونچھے ہیں کسی کے آنسو
آ گئے ہیں مری آنکھوں میں خوشی کے آنسو رئیس رامپوری

جس شجر کو پھلوں سے نوازا گیا
اس کی قسمت میں لکھے ہیں پتھر بہت عزیز نگھروی

جب میں کہتا ہوں کہ یا اللہ میرا حال دیکھ
حکم ہوتا ہے کہ اپنا نامۂ اعمال دیکھ اکبر الٰہ آبادی

جس کا عمل ہے بے غرض، اس کی جزا کچھ اور ہے
حور و خیام سے گزر، بادہ و جام سے گزر اقبال

جاگے ہوؤں کو گرمئ رفتار بخش دو
سوتے مسافروں کو جگاتے ہوئے چلو ماہر القادری

جو کسی کے قلب کو زخمی کرے
ہنسنے والے وہ ہنسی اچھی نہیں فدا مانکپوری

جب رُک گئے تو راستے مسدود ہو گئے
جب اُٹھ گئے قدم تو ہمیں راستہ مِلا — دواکر راہی

جب تک نہ ہو بہار میں سارا چمن شریک
اس وقت تک گلوں پہ تبسم حرام ہے — قمر لکھنوی

جَلانے والے جَلاتے ہی ہیں چراغ آخر
یہ کیا کہا کہ ہوا تیز ہے زمانے کی — جمیل مظہری

جینا ہے تو دُکھ بھی ہیں سُکھ بھی، رونا بھی ہے ہنسنا بھی ہے
بِین ایک ہی ہوتی ہے جس پر، سب راگ بجائے جاتے ہیں! — آرزو لکھنوی

جو زمیں پر مہ و انجم ہیں نہیں اُن پہ نظر
آسماں پر یہ کِسے ڈھونڈ رہی ہے دُنیا — عبدالمتین نیاز

جگمگا کے چھوڑیں گے اِن اندھیری راتوں کو
کون روک سکتا ہے، صبح کی بَراتوں کو — عَرشی بھوپالی

جو جَلاتا ہے کسی کو، خود بھی جلتا ہے ضرور
شمع بھی جلتی رہی، پروانہ جل جانے کے بعد — نامعلوم

جَلانے کے لیے ہستی کو اپنی
حَسَد کی ایک چنگاری بہت ہے — مختار نسیم

جھوٹ اور لوبھ کے اِس سنسار میں، سچّائی کی قیمت کیا ہے
جس نے حق کی بات کہی، برسائے گئے اس پر پتھّر — طاہر تلہری

جو طوفانوں میں پَلتے جا رہے ہیں
وہی دُنیا بدلتے جا رہے ہیں — جگر مراد آبادی

چ

چمن تو برقِ حوادث سے ہو گیا محفوظ
مری بلا سے اگر میرا آشیاں نہ رہا
جگر مرادآبادی

چلے ہیں غم کے مٹانے کو سوئے میخانہ
یہ خودکشی کے ارادے، یہ زندگی سے گریز
ماہر القادری

چھپ کر ہوا کے جھونکوں میں آتی ہیں بجلیاں
ناطق چمن یہ رہنے کے قابل نہیں رہا
ناطق لکھنوی

چمن میں دیکھیے اب کس کی جیت ہوتی ہے
ہیں پھول ایک طرف اور خار ایک طرف
ابوالمجاہد زاہد

چمن میں رکھتے ہیں کانٹے بھی اک مقامِ اے دوست!
فقط گلوں سے ہی گلشن کی آبرو تو نہیں!
امید ڈبائیوی

چاک دل پہلے ہو لیے غنچے
جب کہیں جا کے پھول کہلائے
ماہر القادری

چاہے تن من سب جل جائے
سوزِ دروں پر آنچ نہ آئے
حفیظ میرٹھی

چین راہِ وفا میں کہاں ہے
جو نفس ہے وہ اک امتحاں ہے
ابوالمجاہد زاہد

چھوٹوں سے یوں بڑوں کو تکبر نہ چاہیے
جھک کر ملے زمیں سے اگر آسماں ملے
حفیظ میرٹھی

چلا جاتا ہوں ہنستا کھیلتا موجِ حوادث سے
اگر آسانیاں ہوں زندگی دشوار ہو جائے
اصغر گونڈوی

چھوڑ کر دامانِ خودداری حفیظؔ
اپنی نظروں سے بھی ہم گر جائیں کیا
حفیظؔ میرٹھی

چمن فروش مجھے خار ہی عطا کردیں
مجھے چمن کی ہر اک شے سے پیار ہے یارو
ایازؔ اختر

چھیڑ و سُرود ایسا جاگ اُٹھیں سونے والے
رہبر ہے قافلوں کی تابِ جبیں تمہاری!
اقبالؔ

چشم تو اٹھ نہ سکی خاکِ نشیمن کی طرف
ہم نے منھ پھیر لیا دیکھ کے گلشن کی طرف
روشؔن صدیقی

چمن میں غنچۂ گل سے یہ کہہ کر اُڑ گئی شبنم
مذاقِ جورِ گلچیں ہو، تو پیدا رنگ و بو کر لے
اقبالؔ

چٹکیاں لیتی ہے فطرت، چیخ اٹھتا ہے ضمیر
کوئی کتنا ہی حقیقت سے گریزاں کیوں نہ ہو
ماہرؔ القادری

چلی چمن سے یہ کہتی ہوئی نسیمِ سحر
کہ زادِ راہ ضروری نہیں سفر کے لیے
ماہرؔ القادری

چہرہ اداس، آنکھوں میں آنسو، لبوں پہ آہ
سب رنگ پھیکے پڑ گئے، دل ٹوٹنے کے بعد
سراؔج لکھنوی

چشم زدن میں کہہ دیا زندگیٔ جہاں کا راز
دیکھا بھی تو نے بے خبر! رقصِ شرر نے کیا کیا
آلمؔ مظفرنگری

چوکھٹے قبر کے خالی ہیں، اِسے مت بھولو
جانے کب کون سی تصویر لگا دی جائے
احسانؔ دانش

چپ رہنا تو ہے ظلم کی تائید میں شامل
حق بات کہو، جراَتِ اظہار نہ بیچو! — عزیز نگھروی

چمن کی آن، بس اُس پیڑ سے ہے
جسے آندھی میں بھی جھکنا نہ آیا — ممتاز ہاشمی

چہرہ چہرہ دیکھ لے گا اپنے اپنے خدوخال
ایک دن ہر آدمی کو آئینہ مِل جائیگا! — عزیز نگھروی

چھوڑ کر اس آستاں کو یہ ملی مجھ کو سزا
دربدر کرنی پڑی، خم اپنی پیشانی مجھے — عزیز نگھروی

چاہے جیسی بھی ہوئیں، ہم نے انھیں اپنالیا
آپ کی نسبت سے ہم کو جس قدر باتیں ملیں — جمالؔ قریشی

چھین لیتے ہیں جو غنچوں سے تبسّم کا نمو
گُل فروش اُن کو کہو، باغ کا مالی نہ کہو — ظہیرؔ تاج

چھپائیں گے کہاں تک رازِ محفل، شمع کے آنسو
کہے گی خاکِ پروانہ، کہ پروانے پہ کیا گزری — قمرؔ جلالوی

چوٹ پڑی ہے دِل پر تو، آہ لبوں تک آئی ہے
یوں ہی چھن سے بول اٹھنا تو شیشے کا دستور نہیں — عندلیبؔ شادانی

چیونٹیوں میں اتّحاد اور مکھیوں میں اتفاق
آدمی کا آدمی دشمن، خدا کی شان ہے — حالیؔ

چمن کو ہم نے خود اپنے لہو سے سینچا ہے
ہمیں بہار پہ دعویٰ ہے اپنے حق کی طرح — شاعرؔ لکھنوی

چشمِ بینا ہے تو غم کی غایتِ پنہاں کو دیکھ
شامِ ظلمت ہے دلیلِ صبحِ روشن ، غم نہ کر
نہالؔ سیوہاروی

چند آنکھوں میں گھر دیکھ بھی سکتا ہوں مگر
بزم کی بزم کو دلگیر میں کیسے دیکھوں
مسعودؔ

چمن ہے جب تو شادابی کا حق ہے ڈالی ڈالی کو
جلا ڈالوں گا گلشن کو جو کوئی شاخ مرجھائی
شفیقؔ جونپوری

چہرہ خود اِک کتاب ہے راہیؔ
کوئی پڑھ پائے یا نہ پڑھ پائے
دواکر راہیؔ

چپ چاپ اپنی آگ میں جلتے رہو فرازؔ
دنیا تو عرضِ حال سے بے آبرو کرے
احمد فرازؔ

چمن کے وہ خود پرست مالی جنہیں خزاں راس آگئی ہے
وہ کس لیے آرزو کریں گے ، چمن میں فصلِ بہار آئے
عامرؔ عثمانی

چمن والوں کے عزمِ مستقل کا امتحاں کبتک
گریں گی آشیانوں پر ستم کی بجلیاں کبتک
جلیلؔ فتحپوری

چراغاں کر رہے ہو اپنے گھر میں
اندھیرا تو پسِ دیوار بھی ہے
اخترؔ رضوی

چہرہ لہو لہو تو بدن چور چور تھا
خود دار آدمی تھا ، فقط یہ قصور تھا
سرشؔ چندوسوی

چلو چل کے دیکھیں عمل زندگی کا
بہت ہو گئیں اب کتابوں کی باتیں
رازؔ

ح

حیات جس کی امانت تھی اس کو لوٹا دی
میں آج چین سے سوتا ہوں پاؤں پھیلا کر — حفیظ میرٹھی

حل ہوئے ہیں مسئلے شبنم مزاجی سے مگر
گتھیاں ایسی بھی ہیں کچھ جن کو سلجھاتی ہے آگ — حفیظ میرٹھی

حادثوں کا کیا ہے یہ تو زندگی کے ساتھ ہیں
ایک سے بچ کر چلو گے، دوسرا مل جائے گا — عزیز بگھروی

حق کی خاطر خدا کی خوشی کے لئے
جینا مرنا ہمارا اسی کے لئے — عزیز بگھروی

حوصلے شل، فکر کو دشت و پا سا کر گیا
ہر سہارا آ کے مجھ کو بے سہارا کر گیا — عزیز بگھروی

حادثات زندگی میں ہے پیام زندگی
برق سے کھیلیں گے طوفانوں سے ٹکرائینگے ہم — جلیل فتحپوری

حق سے الفت بھی ہے آدمی کو بہت
بات حق کی کہو تو لڑائی کرے — عزیز بگھروی

حرم پاک بھی، اللہ بھی، قرآن بھی ایک
کیا بڑی بات تھی ہوتے جو مسلمان بھی ایک — اقبال

حق بات پہ تعزیریں کچھ آج نہیں کوثر
بے درد زمانے کی یہ ریت پرانی ہے — کوثر نیازی

حیات لے کے چلو، کائنات لے کے چلو
چلو تو سارے زمانے کو ساتھ لے کے چلو — مخدوم محی الدین

حرم کے پھول خدا ہی ترا نگہباں ہے
کھٹک رہا ہے نگاہوں میں تو زمانے کی
شفیق جونپوری

حضرتِ راہیؔ بشر کے واسطے
خوش مزاجی اِک حسیں پوشاک ہے
دواکر راہیؔ

حق بات سرِ بزم بھی کہنے میں تامُّل
حق بات سرِ دار کہو، سوچتے کیا ہو؟
واحد پریمی

حیات سعیٔ مسلسل کا نام ہے اے دوست
دل و نگاہ کی آسودگی میں کچھ بھی نہیں!
ماہر القادری

حدودِ کفر سے ایماں بچا کے لائے ہیں
بغیر اس کے جو کچھ تھا وہ سب لُٹا آئے
نعیم صدیقی

حقیقتوں کے چراغاں لہو سے ہوتے ہیں
ندیم کھیل نہیں ہے جہانِ نو کی اَساس
نامعلوم

حالِ دل کس کو سُنائیں حیرتؔ
سننے والا بھی کہیں ہے کوئی!
حیرتؔ شملوی

حیرتؔ وہ نہیں ہم کہ رُلائیں گے کسی کو
حالانکہ بہت ہم کو رُلایا ہے کسی نے
حیرتؔ شملوی

حق کو ناحق سے بچانے کے لیے
واقعی سینہ سپر ہیں کتنے
حیرتؔ شملوی

حوصلے اور بڑھے، اور بڑھے، اور بڑھے
جبر سے دب نہ سکے طوق و سلاسل والے
دواکر راہیؔ

حق و انصاف کی بے خوف حمایت کی ہے
یہ بغاوت ہے؟ تو ہاں ہم نے بغاوت کی ہے
دوا کر راہی

حادثاتِ وقت ہم سے کر رہے ہیں اک سوال
کس گھڑی ظرفِ بشر کا امتحاں ہوتا نہیں
حسرت بھٹکلی

حیات نالہ کش و اشکبار ایک طرف
شراب و نغمہ و روئے نگار ایک طرف
ابوالمجاہد زاہد

حد ہے پستی کی کہ پستی کو بلندی جانا
اب بھی احساس ہو اس کا، تو ابھرنا ہے ابھی
محمد علی جوہر

حیرت و اشتیاق سے دیکھ رہے ہیں برق و باد
کون سی منزلوں کی سمت تیز رواں ہے آدمی
نہال سیوہاروی

حادثات ایک طرف موت بھی شرما جائے
زندگی اپنی حقیقت سے خبردار تو ہو
لیث قریشی

حرکت ہو تو کوئی مقصد ہو
سانس لینا ہی زندگی تو نہیں
رشید کوثر فاروقی

حریفِ گردشِ دوراں بنا دیا ہے مجھے
تباہیوں نے عجب حوصلہ دیا ہے مجھے
شاعر لکھنوی

حق نگر آئینہ، حق نما آئینہ
فرض سے اپنے ہے آشنا آئینہ
تابش مہدی

حق پرستو! یہی ہے آزادی؟!
لب پہ مہریں ہیں زباں پہ تالے ہیں
کوثر نیازی

خ

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے
خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے
اقبال

خام اب بھی نہیں ہے عشق مگر
چوٹ کھالے تو پختہ تر ہو جائے
حفیظ میرٹھی

خود اپنی پستیٔ اخلاق کو نہ دیکھ سکا ،
جو آج اوجِ ثریا پہ ڈالتا ہے کمند !
ابوالمجاہد زاہد

خِرد کی فتنہ کاری سے پریشاں ہو کے اے راسخ
لہو روئے گی آخر چشمِ انساں ہم نہ کہتے تھے
راسخ

خدا کا نام کوئی لے تو چونک اُٹھتے ہیں
ملے ہیں ہم کو وہ رہبر خدا کے رستے میں
جالب

خوفِ غمّاز ، عدالت کا خطر ، دار کا ڈر
ہیں جہاں اتنے ، وہاں خوفِ خدا اور سہی
محمد علی جوہر

خدا تجھے کسی طوفاں سے آشنا کر دے
کہ تیرے بحر کی موجوں میں اضطراب نہیں!
اقبال

خود منزلِ مقصود قدم چومے گی واحد
تم عزم سے آگے تو بڑھو، سوچتے کیا ہو
واحد پریمی

خِرد کی بات پہ ہنس کر گزر بھی جا اے دوست
خِرد کو فرقِ یقین و گماں نہیں معلوم
حفیظ میرٹھی

خدا جانے مرے گلشن ترا انجام کیا ہو گا
جسے مالی بناتا ہوں، وہی صیاد ہوتا ہے
شفیق جونپوری

خود اپنے غم کا مداوا جو کر نہیں سکتے
وہ کیا کریں گے کسی اور کی مسیحائی
لیث قریشی

خود سے غافل ہے خلاؤں میں سفر کرتا ہے
خود سے واقف ہو تو انساں کہاں تک پہنچے
کیفؔ مرادآبادی

خرد نے کہہ بھی دیا لا الٰہ تو کیا حاصل
دل و نگاہ مسلماں نہیں تو کچھ بھی نہیں
اقبالؔ

خیال تک نہ کیا اہلِ انجمن نے ذرا
تمام رات جلی شمعِ انجمن کے لیے
وحشتؔ کلکتوی

خدا وہ دردِ محبت ہر ایک کو بخشے
کہ جس میں روح کی تسکین پائی جاتی ہے
جگرؔ مرادآبادی

خود تو بچ بچ کے چلے آئے ہو لیکن تم نے
خار جو راہ میں حائل تھے ہٹائے کہ نہیں؟
دوا کر راہی

خوشبو کی طرح خود تو بکھر جائیے مگر
صحرا میں، بستیوں میں مہک چھوڑ جائیے
نامعلوم

خوف نے جوہرِ زندگی لے لیا
عزم نے تو مجھے کی عطا زندگی
عزیز نگھروی

خلوصِ دل کی جھلک جب سخن میں آئی ہے
تو زندگی سی نظر انجمن میں آئی ہے
حفیظ میرٹھی

خواہشیں جانے کس طرف لے جائیں
خواہشوں کو نہ بے لگام کرو!
حفیظ میرٹھی

خویش و بیگانہ کا فرق و امتیاز اچھا نہیں
آدمی کو آدمی سے پیار ہونا چاہیے
تابش مہدی

خود اپنی راہ میں شمعیں جلاؤ!!
نہ احساں لو کسی کی رہبری کا
تابش مہدی

خوش مزاج اور نیک دِل انساں
کبھی ناکام ہو نہیں سکتا
دوا اکرراہی

خیالِ خاطرِ احباب چاہیے ہر دَم
انیسؔ ٹھیس نہ لگ جائے آبگینوں کو
میر انیس لکھنوی

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بَدلی
نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا
ظفر علی خاں

خداوندا! یہ تیرے سادہ دل بندے کِدھر جائیں
کہ درویشی بھی عیّاری ہے سُلطانی بھی عیّاری
اقبال

خبر نہیں کہ گرے ہیں کہاں کہاں آنسو
کِدھر کدھر سے اُٹھے گا دُھواں نہیں معلوم
حفیظ میرٹھی

خوب ہے اَے اَربابِ محبت ذکرِ بیانِ عظمتِ رفتہ
لیکن غازی وہ ٹھہرے گا، جو ماضی کو حال بنائے
عامر عثمانی

خدا ہم کو ایسی خدائی نہ دے
کہ اپنے سوا کچھ دکھائی نہ دے
بشیر بدر

خوشیوں میں کر لیا کرو اَوروں کو بھی شریک
ہر اِک سے اپنا درد مگر مت کہا کرو
مظفر وارثی

د

دلِ بینا بھی کر خدا سے طلب
آنکھ کا نور دِل کا نور نہیں ! — اقبالؔ

دیارِ عشق میں اپنا مقام پیدا کر
نیا زمانہ، نئے صبح و شام پیدا کر — اقبالؔ

دِل میں خدا کا خوف نہیں ہے تو کچھ نہیں
یہ بات ہر کسی کو بتاتے ہوئے چلو — ماہرؔ القادری

دردِ دِل، پاسِ وفا، جذبۂ ایماں ہونا
آدمیت ہے یہی، اور یہی انساں ہونا — چکبستؔ

دَر سے ترے اٹھا تو عجَب حادثہ ہوا
عُمرِ عزیز نذرِ خُرافات ہو گئی — احقرؔ

دعوئ عشق اور شکوہ بہ لب
شرم دلِ آرام طلب — جگرؔ مرادآبادی

دنیا کہ ہے گرتی ہوئی دیوار کا سایہ
انسان کو پھر بھی غمِ دنیا طلبی ہے — ماہرؔ القادری

دوسروں کو ذلیل کرنے سے
آدمی خود ذلیل ہوتا ہے — دواکر راہیؔ

دیکھ اور درس لے کہ اے راہیؔ
پھول کانٹوں میں مسکراتے ہیں — دواکر راہیؔ

دھوپ برداشت کر کے ہی تو شجر
راہ گیروں کو چھاؤں دیتا ہے — دواکر راہیؔ

دِل صاف ہو تو زہر اگلتی نہیں زباں
روشن چراغ سے کبھی اٹھتا نہیں دُھواں
حزیں

دَراصل آدمی نہ سمجھنا اُسے شکیلؔ
جو آدمی وفا نہ کرے آدمی کے ساتھ
شکیلؔ بدایونی

دیکھو کہیں وقارِ جنوں پر نہ حرف آئے
پھر آج امتحان ہے سرِ دار دوستو
واحدؔ پریمی

دَرکار ہوگی جب بھی کردار کی بلندی
ڈھونڈیں گے نقشِ ہستی اہلِ نظر ہمارا
شفیقؔ جونپوری

داد دیجے کہ ہم جی رہے ہیں وہاں
ہے محافظ جہاں قاتلوں کی طرح
حفیظؔ میرٹھی

دُعا کی بے اثری کا گِلہ تو ہے لیکن
دُعا بھی آپ نے مانگی کبھی دُعا کی طرح
ابوالمجاہد زاہدؔ

دھوپ کے ماروں کو جس کی چھاؤں میں راحت مِلے
ریگ زارِ زندگی میں وہ شجر ہو جائیے
ابوالمجاہد زاہدؔ

دوستو! ذکرِ مہر و وفا مت کرو
جانے کیا میرے مُنہ سے نکل جائے گا
ماہرؔ القادری

دِل کسی کے لیے، سَر کسی کے لیے
بدنما داغ ہے زندگی کے لیے
عزیزؔ بگھروی

دِل میں کچھ اَور، زبانوں پہ ہے کچھ اور عزیزؔ
اِس روایت کو زمانے سے مٹایا جائے
عزیزؔ بگھروی

دوُر رہتی ہے زندگی اُن سے
مَوت کا خوف جن کو ڈستا ہے
قمرؔ اامنگری

دامن اُن کا، اُن کا دامن
ہاتھ سے اپنے چھوٹ نہ جائے
فرازؔ سلطانپوری

درد پر تبصرہ تو بہت ہو چکا
درد کو آپ محسوس بھی کیجیے
حفیظؔ میرٹھی

دَب کے رہنا ہمیں نہیں منظور
ظالمو! جاؤ اپنا کام کرو!!
حفیظؔ میرٹھی

دل کے رشتے جہاں کمزور ہوا کرتے ہیں
ایسی تنظیم کا شیرازہ بکھر جاتا ہے
بشیرؔ فاروقی

دوسروں کی راحتوں کا راستہ تو کھل گیا
راس آئے یا نہ آئے میری قربانی مجھے
عزیزؔ نگھروی

دانش مند عزیزؔ وہی ہے
جو بروقت سنبھل جاتا ہے
عزیزؔ نگھروی

دکھا رہے ہیں مسافر کو راستہ پتھر
یہ بات کیسے مناسب ہے آدمی کے لیے
جمالؔ قریشی

دیکھو تو ہے ہر رنگ میں اِک شانِ تغافل
سوچو تو بس اِک سلسلۂ لطف و کرم ہے
روشؔن صدیقی

دارِفانی میں یہ کیا ڈھونڈ رہا ہے فانیؔ
زندگی بھی کہیں ملتی ہے فنا سے پہلے
فانیؔ بدایونی

دِل نوازی کے وہ انداز نہیں ہیں نہ سہی
دوستی رسم سمجھ کر ہی نبھاؤ — آؤ! منظرؔ ایوبی

دُشمن کے مٹانے سے مِٹا ہوں، نہ مٹوں گا
اور یوں تو میں فانی ہوں، فنا میرے لیے ہے حسرتؔ موہانی

دَردِ دِل کے واسطے پیدا کیا انسان کو
ورنہ طاعت کے لیے کچھ کم نہ تھے کرّوبیاں میرؔ دردؔ

دیکھنا کہ اِک دن وہ کارواں بھی پالیں گے
جستجو کے دیوانے جو غبار تک پہنچے عامرؔ عثمانی

دِل ہی خالی ہے جب روشنی سے
کیا گلہ چاندنی سے تسنیمؔ فاروقی

دَورِ نو کی ترقی تو دیکھو
آدمی ڈر گیا آدمی سے تسنیمؔ فاروقی

دلوں کی جگہ پائمالی رہی
یہ بستی چراغوں سے خالی رہی بشیرؔ بدر

دشمنوں سے پشیمان ہونا پڑا
دوستوں کا خلوص آزمانے کے بعد خمارؔ بارہ بنکوی

دوست ناراض ہو گئے کتنے
اِک ذرا آئینہ دِکھانے سے باقیؔ احمد پوری

دیکھنا چاہے اگر دنیا کا مستقبل تو سُن
کانچ کا برتن کسی پتھر کے اوپر پھینک دے طاہرؔ تلہری

ڈ

ڈوب جانا ہمیں قبول مگر
ناخدا کو خدا نہ مانیں گے — دواکر راہی

ڈھونڈتے والا ستاروں کی گزرگاہوں کا
اپنے افکار کی دُنیا میں سفر کر نہ سکا — اقبال

ڈالی گئی جو فصلِ خزاں میں شجر سے ٹوٹ
ممکن نہیں ہری ہو سحابِ بہار سے — اقبال

ڈبو دے میری کشتی شوق سے اے ناخدا لیکن
اَلَم سے ہو گیا شق دامنِ ساحل تو کیا ہوگا — نامعلوم

ڈوب جانا تو کوئی بات نہیں ہے لیکن
باعثِ شرم ہے طوفاں سے ہراساں ہونا — نامعلوم

ڈر نہیں غیر کا، جو کچھ ہے سو اپنا ڈر ہے
ہم نے جب کھائی ہے اپنے ہی سے زک کھائی ہے — حالی

ڈرو نہ غم کی رات سے، تموّجِ حیات سے
بلا سے سخت ہی سہی یہ امتحاں، چلے چلو — نہال سیوہاروی

ڈرتے ہیں خموشی سے ہماری مہ و انجم
چپ رہ کے وہ اندازِ سخن ہم نے بنایا — نشور واحدی

ڈر لگ رہا ہے سادگیٔ حُسن سے مجھے
یوں مہرباں ہے گردشِ لیل و نہار کیوں — عرفان صدیقی

ڈبو تو سکتا ہوں کشتی کو لا کے ساحل پر
مگر یہ ڈر ہے کناروں پہ حرف آئے گا — وحشی مرادآبادی

ڈراتے ہیں وہ کیوں دار و رسن سے مجھ کو اے جوہر
مرے جوشِ وفا کا خود ہی کرلیں امتحاں آ کر
جوہر وارثی

ڈوبتا ہوا سورج دیکھ کر خیال آیا
زندگی کا سورج بھی یوں ہی ڈوب جاتا ہے
آباد شاہ پوری

ڈرنے لگا وجود کے سائے سے بے طرح
احساس کا ڈسا ہوا پاگل سا آدمی
راسخ عرفانی

ڈوبتی نظروں سے ڈھلتی شام کو دیکھا نہ کر
دل کو یوں ماضی کے اندھے غار میں پھینکا نہ کر
عظیم عباسی

ڈھونڈنے نکلے تھے ہم انسان تیرے شہر میں
سب کے چہروں پر مگر لکھی ہوئی ذاتیں ملیں
جمال قریشی

ڈوبنا ہی تھا جو کشتی کا مقدر یارب
آنکھ کے سامنے اے کاش نہ ساحل ہوتا
عندلیب شادانی

ڈھونڈتا پھرتا ہوں اے اقبال اپنے آپ کو
آپ ہی گویا مسافر، آپ ہی منزل ہوں میں
اقبال

ڈالی ہے ہم نے طرحِ نشیمن
برق و شرار و طوفاں کی زد پر!!!
لیث قریشی

ڈھارس سی کچھ اے ہمقدمو تم سے بندھی ہے
حالی کو کہیں راہ میں تم چھوڑ نہ جانا
حالی

ڈھونڈو گے اگر ملکوں ملکوں، ملنے کے نہیں نایاب ہیں ہم
تعبیر ہے جس کی حسرت و غم، اے ہم نفسو وہ خواب ہیں ہم
شاد عظیم آبادی

ڈس رہے ہیں دلِ فسردہ کو
شامِ غم کے گھنے گھنے سائے
عرفان صدیقی

ڈھلنے لگا ہر عیب زمانے کا ہنر میں
اب زہرِ ہلاہل بھی وہ دیتے ہیں شکر میں
امین صدیقی

ڈوبنے والے ڈوب جائیں گے
کون تنکے کا آسرا مانگے
انوار فیروز

ڈگمگا کر ناگہاں کشتی بھنور میں کھو گئی
ہاتھ بھی ملاح کے پہنچے نہ تھے پتوار تک
راز کشمیری

ڈھونڈتے ہو باغ میں کیا لالہ و گل کے نشاں
کھا گئی ہے دھوپ تو یاں سایۂ اشجار تک
راز کشمیری

ڈھونڈ اُجڑے ہوئے لوگوں میں وفا کے موتی
یہ خزانے تجھے ممکن ہے خرابوں میں ملیں
احمد فراز

ڈوبی ہوئی خلوص میں جس کی نگاہ تھی
مجھ کو اسی کی چاہ تھی اور بے پناہ تھی
یعقوب پرواز

ڈھلتے ہیں مری کارگہِ فکر میں انجم
لے اپنے مقدر کے ستارے کو تو پہچان
اقبال

ذ

ذرّوں کے جگر چیرے، تاروں کے نقاب الٹے
خود اپنی حقیقت ہی ناداں نہ پہچانے — ابوالمجاہد زاہد

ذرّے ہوئے بلند، ہوا اُن کو لے اُڑی
قطرے ہوئے جو پست، گہر ہو کے رہ گئے — ماہر القادری

ذوق ایثار و عمل کا، نہ تجھے ہے نہ مجھے
زیست اس طرح کی زیبا، نہ تجھے ہے نہ مجھے — اسد ملتانی

ذوق پرواز ہو تو فضا میں
آج بھی وسعتِ بیکراں ہے — ابوالمجاہد زاہد

ذرّہ ذرّہ ہے یہاں کارِ ہرِ ورِ راہِ فنا
سامنے کی بات تھی جس کو خبر سمجھا تھا میں — اصغر گونڈوی

ذرّہ ذرّہ ہو جہاں دشمنِ جاں
وہ بھی رہنے کی زمیں ہے کوئی! — حفیظ میرٹھی

ذہنِ انساں ہے فکرِ غمِ انساں کے لیے
نہ کہ زیبائشِ افکارِ پریشاں کے لیے — نامعلوم

ذرا ایک فردا کا پردہ اٹھا دے
حکایاتِ سود و زیاں اور بھی ہیں!! — اعظم ادیب

ذرّے تاروں کو چھو کے لَوٹ آئے
پستیوں کو ابھی کچھ اور اُچھال — ماہر القادری

ذرا ہشیار رہنا مردِ مومن کی فراست سے
کہ یہ بارِ دِگر اے دوست دھوکا کھا نہیں سکتی — ماہر القادری

ذرا سوچو تو کیا انجام ہو اے رہرو منزل
کبھی مہر و مہ و انجم جو اک لمحہ ٹھہر جائیں — دِواکر راہی

ذہنیت کے غلام اے راہی
سب سے بڑھ کر غلام ہوتے ہیں — دواکر راہی

ذوقِ سفر، نہ اپنی کوئی منزلِ مُراد
ہم عہدِ نو کے لوگ ہیں گویا کٹی پتنگ — خان ارمان

ذوقِ منزل تو ٹھیک ہے راہی
سوئے منزل سنبھل سنبھل کے چلو — دواکر راہی

ذرا میں زہرِ ہلاہل، ذرا میں آبِ حیات
مری سمجھ میں نہ آیا کہ آدمی کیا ہے — لیث قریشی

ذرا بھی شورِ موجوں کا نہیں ہے
سفینہ تو کوئی ڈوبا نہیں ہے — نامعلوم

ذہن ہو، دِل ہو یا ضمیر و نگاہ
کوئی آئینہ بے غبار نہیں — ماہر القادری

ذوقِ عمل سے دِل خالی ہے
کیسے جلیل آسان ہو مشکل — جلیل فتحپوری

ذِکر جب بھی چھڑا ہے وفا کا کہیں
جانے کیوں ہم کو کچھ دوست یاد آ گئے — اقبال صفی پوری

ذرا ٹھہرو مجھے بھی ساتھ لے لو قافلے والو
نہ پہچانی گئی تم سے اگر منزل، تو کیا ہوگا — کوثر القادری

ر

رَوِشِ دہر کا ہر نقش پکارے گا مجھے
یہ نہ سمجھو کہ مجھی تک مرا افسانہ ہے
جگرؔ مرادآبادی

رات کو رات کہہ دیا میں نے
سنتے ہی بَوکھلا گئی دُنیا
حفیظؔ میرٹھی

راہِ پُر پیچ کے انداز بدل جاتے ہیں
جبؔ کبھی عزم کے تیور پہ جلال آتا ہے
حفیظؔ میرٹھی

رَاہ رُو کے ہوئے خود راہ نُما بیٹھے ہیں
اب کوئی قافلہ گزرے تو کِدھر سے گزرے
حفیظؔ میرٹھی

رنج و راحت کا وہ یوں مفہوم سمجھانے اُٹھے
راہ میں کانٹے بچھا کر پھول برسانے اُٹھے
حفیظؔ میرٹھی

رہے گا سلسلہ دار و رَسن کا
جہاں دو چار دیوانے رہیں گے
نامعلوم

رودادِ چمن سنتا ہوں اس طرح قفس میں
جیسے کبھی آنکھوں سے گلستاں نہیں دیکھا
اصغرؔ گونڈوی

رقص و نغمہ، شراب و عیش و نشاط
اِن دریچوں سے جھانکتا ہے زوال
ماہرؔ القادری

روتا ہے اُدھر اَبر تو ہنستی ہے اِدھر برق
ہے خوب زمانے کے یہ حالات کا نقشہ
ظفرؔ علی خاں

راہِ محبت میں ہے کون کسی کا رفیق
ساتھ مِرے رہ گئی، ایک مِری آرزو
اقبالؔ

رنگِ گُل کا ہے سلیقہ، نہ بہاروں کا شعور
ہائے کن ہاتھوں میں تقدیرِ حنا ٹھہری ہے — عرشی بھوپالی

راہ دشوار، سحر دور، گھنی شب، لیکن
قافلے ٹھہرے، نہ قدموں کی صدا ٹھہری ہے — عرشی بھوپالی

رویا بیچارہ، بُری طرح بلک کر رو یا
مل کے خاروں سے مرا آبلہ پا کیا با عث؟ — نامعلوم

راہ زن میرِ کارواں ٹھہرے
یہ بھی دنیا نے دن دکھائے ہیں — کوثر نیازی

رکاوٹیں تو رہِ شوق میں ضروری ہیں
قدم اٹھاؤ رفیقو! سفر کی بات کرو — کوثر نیازی

راکھ ہو جائے گا ترا گلشن
یہ نہ سوچ، اک شرر سے کیا ہوگا — دواکر راہی

رہِ وفا میں جو بھٹکا ہے راہ رو کوئی
ہمارا نقشِ قدم اُبھرا ہے کرن کی طرح — واحد پریمی

روز لُٹتے ہیں کارواں لیکن
رہنما معتبر ابھی تک ہیں! — واحد پریمی

راستے بند ہر اک موڑ پہ رہزن ہی سہی
حوصلہ ہو تو نکلتی ہے سفر کی صورت — عزیز بگھروی

روک لو، گر غلط چلے کوئی
بخش دو، گر خطا کرے کوئی — غالب

رنج سے خوگر ہوا اِنساں، تو مٹ جاتا ہے رنج
مشکلیں اتنی پڑیں مجھ پر کہ آساں ہو گئیں
غالبؔ

رات ہے پُر ہوَل اے شمعِ یقیںؔ
جھلملا کر ہی سہی، تا صبح جَل
احقرؔ

راہِ حیاتِ نو میں کوئی راہزن نہیں
یہ اور کیا ہے دوست! اگر حسنِ ظن نہیں
عنوانؔ چشتی

روز افزوں ستم پر ہے شُکرِ ستم
تم بھی ثابت قدم، ہم بھی ثابت قدم
عروجؔ زیدی

رِستے ہوئے ناسُور کا اِظہار بھی معتوب
زخموں کی کَسک جُرم، تمنّائے دَوا جُرم
یونسؔ قنوجی

رِندِ زیرِ خاک کھُلے مرتبۂ صدق و صَفا
جس کے دل میں ہو غبار، اُس کی بصیرت معلوم
شادؔ عظیم آبادی

رہنمائی کا تمہیں شوق مبارک لیکن
تم چلے بھی ہو کسی راہ میں دو گام کہیں
شفیقؔ جونپوری

رونق یہ کائنات کی میرے ہی دَم سے ہے
اے گردشِ زمانہ! نہ کر بے نشاں مجھے
شفیقؔ جونپوری

روز و شب آتشِ احساس میں جلتے رہے
پھر بھی دِل کہتا ہے "رکیے نہیں چلتے رہیے"
کیفؔ صدیقی

رہا ٹیڑھا مثالِ نیشِ کژدم
کبھی کج فہم کو سیدھا نہ پایا
ذوقؔ

راہِ وفا میں کام نہ آیا جانبازی کا دعویٰ تنہا
بے مصرف لاحاصل نکلا لفظوں کا سرمایہ تنہا — عامرؔ عثمانی

رنج میسر ہو یا راحت، فتح ملے یا سر کٹ جائے
لیکن یارب شوقِ طلب پر غفلت کا الزام نہ آئے — عامرؔ عثمانی

راہ میں آئیں چٹانیں تو بکھر جاتے ہیں
کہہ دیا سیلِ رواں سیلِ رواں ہیں ہم لوگ — رشید کوثرؔ فاروقی

رخنہ گر! سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں ہم
کون توڑے گا، کہ اللہ کی تلوار ہیں ھم — رشید کوثرؔ فاروقی

رنگِ محفل چاہتا ہے اِک مکمل انقلاب
چند شمعوں کے بھڑکنے سے سحر ہوتی نہیں — نامعلوم

رہرو و آؤ چنیں خار، اور اس طرح چنیں
کہ جو کل آئیں، انھیں ایک بھی کانٹا نہ ملے — رشید کوثرؔ فاروقی

ریاضؔ! احساسِ خودداری پہ کتنی چوٹ پڑتی ہے
کسی کے پاس جب جاتا ہے کوئی مدعا لے کر — ریاضؔ خیرآبادی

رگوں میں دوڑنے پھرنے کے ہم نہیں قائل
جو آنکھ ہی سے نہ ٹپکے تو پھر لہو کیا ہے — غالبؔ

رنگِ محفل دیکھنے کو ہوش میں آئے تھے ہم
ہوش اب اُڑنے لگے ہیں، رنگِ محفل دیکھ کر — نامعلوم

رنگ لاتی ہے حنا پتھر پہ پس جانے کے بعد
سرخ رو ہوتا ہے انساں، ٹھوکریں کھانے کے بعد — نامعلوم

رُخِ حیات نئی سمت ہم نے موڑ دیا
تری خوشی کے لیے ہر خوشی کو چھوڑ دیا — ابوالمجاہد زاہدؔ

رہِ حیات میں مرگِ سکوں سے ڈرتا ہوں
نہ حادثات میں گزرے، وہ زندگی کیا ہے — لیثؔ قریشی

رَہِ طلب سے جو گزرا گیا تو کیا ہوگا
جنوں فریبِ خرَد کھا گیا تو کیا ہوگا — لیثؔ قریشی

روتی ہے شبنم، کلی دِل تنگ ہے، گُل سینہ چاک
کیا اِسی مجموعۂ غم کا گلستاں نام ہے — آسیؔ الدنی

رہے گا یاد یہ دَورِ حیات بھی ہم کو
کہ زندگی میں ترستے ہیں زندگی کے لیے — قمرؔ مرادآبادی

رَہ نوَردی کی تھکن اپنی جگہ
اور منزل کی لگن اپنی جگہ — رئیسؔ رامپوری

راہِ وفا ہے، اِس میں نہ یوں منہ بنا کے چل
کانٹوں کو رَوند رَوند کے تو مُسکرا کے چل — عروجؔ قادری

رَہِ حق سے ہٹا سکتا نہیں سارا جہاں آکر
نہ سمجھائیں مجھے اہلِ خرد، سُود و زِیاں آکر — جوہرؔ وارثی

رنگیں ہیں یہ جو گُل چمنِ دَہر میں ظفرؔ
ہے بھی کسی میں بُوئے وفا دیکھ تو سہی — شاہ ظفرؔ

روحیں بیکل، ذہن پریشاں، سینے کرب مجسّم ہیں
اور بظاہر اِس دنیا کو، کیا کیا عیش فراہم ہیں — عامرؔ عثمانی

رازِ حیات و موت کا اظہار کر گیا
غنچہ چٹک کے پھول بنا اور بکھر گیا
طاہر تلہری

رہِ حیات میں جو خود بھٹک رہے ہیں ہنوز
بزعمِ خویش وہ اُٹھے ہیں رہبری کے لیے
عروج زیدی

رازِ حق بات کہی جائے گی بے خوف و خطر
رسن و دار سے تم ہم کو ڈراتے کیوں ہو
یوسف راز

رہتے تھے داستانوں کے ماحول میں مگر
کیا لوگ تھے کہ جھوٹ کبھی بولتے نہ تھے
اظہر عنایتی

راہ رو چپ ہیں، راہبر خاموش
کیسے گزرے گا یہ سفر خاموش
واحد پریمی

رُخ بہت داستاں بدلتی ہے
پر حقیقت کہاں بدلتی ہے
شمس نوید

رنگ جُدا، آہنگ جُدا، مہکار جُدا
پہلے سے اب لگتا ہے گلزار جُدا
قتیل شفائی

روز تحقیق ہوتی رہی
روز جلتے رہے آشیاں
راز الٰہ آبادی

رنگ و نکہت کو نہ دیکھو کہ اِسی گلشن میں
وہ بھی کلیاں ہیں جنھیں موسمِ گُل راس نہیں
تسکین قریشی

ز

زندگانی کی حقیقت کوہکن کے دل سے پوچھ
جوئے شیر و تیشہ و سنگِ گراں ہے زندگی
اقبال

زباں کو بند کریں یا مجھے اسیر کریں
مرے خیال کو بیڑی پہنا نہیں سکتے
چکبست

زندگی صرف فسانے میں مُقیّد تو نہیں
زندگی ایک حقیقت ہے حقیقت کو سمجھ
شاھد

زمانے سے خدا سمجھے، وہ دیوانہ ہی کہلایا
جو رکے کر بزمِ ہستی میں نگاہِ انتخاب آیا
شفیق جونپوری

زمانہ زہر مرے بھائی دے گیا ہے تجھے
کہ سیفِ چین کے شہنائی دے گیا ہی تجھے
ہوش دریابادی

زباں کاٹ کر حکم آہ و فغاں ہے
نئے ممتحن ہیں، نیا امتحاں ہے
احسن

زندگی اور صرف جینے کے لیے
زندگی اتنی تو بے مقصد نہیں
دِواکر راہی

زمانہ لاکھ ڈراتا رہا مگر ھم نے
جو بات کی ہے زمانے کے رُوبرُو کی ہے
زکی زاکانی

زندگی بھر ہمیں تو نے آنسو دیے
پھر بھی ہنس کر ملے تجھ سے ہم زندگی
شمیم جے پوری

زندگی چاہیے خوشبوؤں کی طرح
جو دکھائی نہ دے اور اثر چھوڑ دے
طارق ابن ثاقب.

زندگی میں آگیا جب کوئی وقتِ امتحاں
اس نے دیکھا ہے جگرؔ بے اختیارانہ مجھے — جگرؔ مرادآبادی

زمانہ عقل کو سمجھا ہوا ہے مشعلِ راہ!
کسے خبر کہ جنوں بھی ہے صاحبِ ادراک — اقبالؔ

زندگی کچھ اور شے ہے، علم ہے کچھ اور شے
زندگی سوزِ جگر ہے، علم ہے سوزِ دماغ — اقبالؔ

زمانہ برسرِ پیکار تھا مگر فانیؔ
تڑپ کے ہم نے بھی تڑپا دیا زمانے کو — فانیؔ بدایونی

زخم کو پھول، حقیقت کو گماں کہتے ہیں
لوگ ہر بات سرِ بزم کہاں کہتے ہیں — حمایتؔ علی شاعرؔ

زیست میں ایسے بھی لمحے کبھی آجاتے ہیں
اپنے ہی سائے سے جب آدمی ڈر جاتے ہیں — واحدؔ پریمی

زخم پھولوں کے کون اب دیکھے؟
اہلِ دل چپ ہیں، دیدہ ور خاموش — واحدؔ پریمی

زندگی قطرے کی سکھلاتی ہے اسرارِ حیات
یہ کبھی گوہر، کبھی شبنم، کبھی آنسو ہوا — اقبالؔ

زندگانی ہے حقیقت اہلِ ہمت کے لیے
کون کہتا ہے اسے تو خواب سے تعبیر کر — نامعلوم

زخم کھائیں گے، مسکرائیں گے
اور پھر انقلاب لائیں گے — مسعودؔ

زندگی بیچارگی ہے، عــزم و ہمّت کے بغیر
عزم و ہمت بھی ہے بے معنی صداقت کے بغیر
جاوید

زندگی پلتی ہے طوفانوں میں
خوفِ طُغیانیٔ دریا کب تک
حبیب صدیقی

زندگی اَب کہا مان لے، اب سنبھل
ہَولے ہَولے چلی آرہی ہے اَجَل
رشید کوثر

زباں سے اُف نہ کرے، بَل جبیں پہ لا نہ سکے
شہیــد کیا؟ جو تہِ تیغ مُســکرا نہ ســکے
شفیق جونپوری

زندگانی کو سمجھنا ہے تو مجھ کو دیکھو
کہہ گیا ٹوٹ کے اِک بُلبُلہ بہتے بہتے
نامعلوم

زندگی اور سکوں ؟ اے راہی
آپ بھی کیسی بات کرتے ہیں !
دِواکر راہی

زمانے بھر کو جس تہذیب کے ہاتھوں نے سلجھایا
اُسی کی زُلف ہے ناآشنائے شانہ برسوں سے
شفیق جونپوری

زندگی اب ہماری خطا بخش دے
دوست ملنے لگے محسنوں کی طــرح
حفیظ میرٹھی

زندگی ہے اِک مسلسل سوزِ پیہم اضطراب
سعئ حاصل سے قریب اور سعی لاحاصل سے دور
شفا گوالیاری

زندگی ہے فقط عمل ہی عمل
واعظِ خوش بیاں ہے قال ہی قال
ماہر القادری

زاغ و کرگس پر کوئی بندش نہیں
اور شاہیں ہیں کہ زیرِ دام ہیں! — ماہر القادری

زندگی ایک نئی راہ میں رکھتی ہے قدم
موت انجام نہیں ہے مرے افسانے کا — نور بدایونی

زمانہ بڑے شوق سے سُن رہا تھا
ہمی سو گئے داستاں کہتے کہتے — ثاقب لکھنوی

زمانہ داستانِ عزم جب ترتیب دیتا ہے
سرِ فہرست آجاتے ہیں دیوانوں کے نام اکثر — لیث قریشی

زباں پہ عیش کے نغمے، دلوں میں یورشِ غم
یہ زندگی تو نہیں، زندگی کا ماتم ہے — عامر عثمانی

زندگی ایک حقیقت ہے جو ہو ذوقِ جنوں
مدتوں ہم نے بھی سمجھا اِسے ڈھلتی چھایا — زکی زاکانی

زخم کو پھول، تو صَرصَر کو صبا کہتے ہیں
جانے کیا دَور ہے، کیا لوگ ہیں، کیا کہتے ہیں — احمد فراز

زندگی قہقہوں کا نام نہیں،
آنسوؤں سے بھی رابطہ رکھیے — عبداللہ راہی

زمانہ یوں نظر انداز کر گیا مجھ کو—!
میں جیسے وقت کے ہاتھوں میں کھوٹا سکّہ تھا — طاہر تلہری

زندگی کیا ہے شورشِ امواج
موت کیا ہے، سکوتِ ساحل ہے — طاہر تلہری

س

سخت خونریز جب آشوبِ جہاں ہوتا ہے
نہیں معلوم یہ انسان کہاں ہوتا ہے ۔ جگر مرادآبادی

سوز نہ ہو تو سازِ حیات
بس اک روکھی پھیکی بات حفیظ میرٹھی

سمجھے تھے ہم جو دوست تجھے اے میاں غلط
تیرا نہیں ہے جرم، ہمارا گماں غلط! سودا

ساری رونق ہے یہ دیوانوں کے دَم سے آتشؔ
طوق و زنجیر سے ہوتا نہیں زنداں آباد آتشؔ

سفر ہے شرط، مسافر نواز بہتیرے
ہزارہا شجرِ سایہ دار راہ میں ہے آتش

سیہ بختی میں کب کوئی کسی کا ساتھ دیتا ہے
کہ تاریکی میں سایہ بھی جُدا ہوتا ہے انساں سے ناسخؔ

سبق پھر پڑھ صداقت کا، عدالت کا، شجاعت کا
لیا جائے گا تجھ سے کام دُنیا کی امامت کا اقبالؔ

ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں
ابھی عشق کے امتحاں اور بھی ہیں اقبالؔ

سونے کا نہیں وقت یہ، ہُشیار ہو غافل
رنگِ فلکِ پیر، زمانے کی ہَوا دیکھ محمد علی جوہرؔ

سَرد ہو تو سکتی ہے اَب بھی آتشِ نمرُود
کوئی ابنِ ابراہیم پہلے نار تک پہنچے عامر عثمانیؔ

سبق مِلا ہے یہ اپنوں کا تجربہ کر کے
وہ لوگ پھر بھی غنیمت ہیں جو پرائے ہیں — عامرؔ عثمانی

سمندر کانپ جاتا ہے مِری کشتی کی جرأت پر
کبھی گرداب سے الجھی، کبھی ساحل سے ٹکرائی — شفیقؔ جونپوری

سُست ہیں قافلے والے تو مجھے ساتھ نہ لیں
میری ہی آبلہ پائی نہ ہو بَدنام کہیں — شفیقؔ جونپوری

سِتم ہے جس کے نغموں سے چمن بیدار ہو جائے
اُسی کا آشیانہ شاخِ گُل پر بار ہو جائے — شفیقؔ جونپوری

سکوتِ لالہ و گل پر نہ جانا
اِسی میں شعلۂ آواز بھی ہے — ماہرؔ القادری

ساتھیو آؤ دشتِ غُربت میں
دردِ دل بانٹ لیں دوا کی طرح — سعیدؔ سعیدی

ستارے ڈوبتے جاتے ہیں، شمعیں بجھتی جاتی ہیں
مُرتّب خود بخود انجامِ محفل ہوتا جاتا ہے — احسانؔ دانش

سوال یہ ہے کہ کانٹوں کو پھول کیوں سمجھیں
بہار اپنی جگہ ہے، اگر بہار تو ہو — شاعرؔ لکھنوی

سامنے ڈوب رہا تھا کوئی
دوستو! تم نے پکارا بھی نہیں — فضلیؔ

سَربلندی ہو میسّر تو سَراپائے نیاز
بیکسی ہو تو بہت ناز کُناں ہیں ہم لوگ — رشید کوثرؔ فاروقی

سوچتا ہوں کہ آج کا انساں
آدمی ہے کہ آدمی کی طرح — ابوالمجاہد زاہدؔ

ساتھ چلنا تو خیر مشکل تھا
روکنے سے بھی کیا گئی دنیا — حفیظ میرٹھیؔ

سب ہماری خیر خواہی کے علمبردار تھے
سب کے دامن پر ہمارے خون کے چھینٹے ملے — حفیظ میرٹھیؔ

سہم جائے چمن جن سے وہ فرزانے تو آپہنچے
بہاریں ہنس پڑیں جن پر وہ دیوانے نہیں آئے — حفیظ میرٹھیؔ

سارا کلیجہ کٹ کٹ کر جب اشکوں میں بہہ جائے ہے
تب کوئی فرہاد بنے ہے، تب مجنوں کہلائے ہے — حفیظ میرٹھیؔ

سکوں کسی کو نہیں، مجھ کو مضطرب ہی ملا
کوئی قفس کے لیے، کوئی آشیاں کے لیے — نریش کمار شادؔ

ستم طرازئ دورِ خرد معاذ اللہ
کہ آدمی ہی مصیبت ہے آدمی کے لیے — ابوالمجاہد زاہدؔ

سربلندی کی خواہش ہے دِل میں اگر
سَر اُٹھا کر نہ اِتنا چلا کیجیے — تابشؔ مہدی

سائے کو ترس رہی ہے دُنیا
اِس دھوپ میں سائباں بنو تم — ابوالمجاہد زاہدؔ

سوُد و زیاں کے جال میں انساں الجھ گیا
جو چاہتا تھا نفس، وہی بات ہو گئی — احقرؔ

سُونی دَھرتی پہ رو دیے بادل
لوگ سمجھے کہ آ گئی بَرسات — زکی زاکانی

سوچتا ہوں جب اچانک کوئی بجھتا ہے چراغ
زندگی، یہ زندگی، کیا زندگی؟ کچھ بھی نہیں! — رئیس رامپوری

سوچو تو ہر اک دل میں ہیں نفرت کے شرارے
دیکھو تو ہر اک شخص بہم شیر و شکر ہے — عزیز بگھروی

سکوت چھایا ہے انسانیت کی قدروں پر
یہی ہے موقعِ اظہار، آؤ سچ بولیں! — قتیل شفائی

شکستہ ساران ساحل کو سکونِ دل نہیں ملتا
تلاشِ امن کرنی چاہیے موجوں کے دامن میں — خورشید انصاری

سنبھل سنبھل کے چلو راہِ زیست میں راہی
کہ بے حساب پڑے ہیں اِدھر اُدھر پتھر — دواکر راہی

سوچنے کی یہ بات ہے راہی
سوچتے ہی رہے تو کیا ہوگا — دواکر راہی

سب دوست مصلحت کی دکانوں میں بک گئے
دشمن تو پُر خلوص عداوت میں اب بھی ہے — باقی احمد پوری

سخت کردار اور نرم الفاظ
آدمی کو خرید لیتے ہیں — دواکر راہی

سُنے گا کون میری چاک دامانی کا افسانہ
یہاں سب اپنے اپنے پیرہن کی بات کرتے ہیں — کلیم عاجز

ش

شیشہ ٹوٹے غُل مچ جائے
دِل ٹوٹے آواز نہ آئے
حفیظ میرٹھی

شاہیں کی اَدا ہوتی ہے بُلبُل میں نمودار
کس دَرجہ بَدل جاتے ہیں مُرغانِ سحر خیز
اقبال

شعلہ بن کر پھونک دے خاشاکِ غیراللہ کو
خوفِ باطِل کیا کہ ہے غارت گرِ باطِل بھی تو
اقبال

شَبْ گُریزاں ہوگی آخر جلوۂ خورشید سے
یہ چمن معمور ہوگا نغمۂ توحید سے
اقبال

شِکستِ رُوح کی ذِلّت سے مَوت اَچھی ہے
گُھٹی گُھٹی سی فضاؤں میں زندگی کب تک
آفتاب احمد

شَک نہ کر میری خشک آنکھوں پر
یوں بھی آنسو بہائے جاتے ہیں
نامعلوم

شورِشِ عندلیب نے رُوح چمن میں پھونک دی
ورنہ یہاں کلی کلی مَحو تھی خوابِ ناز میں
اصغر گونڈوی

شبنم کے آنسوؤں پر کیا ہنس رہے ہیں غنچے
اُن سے تو کوئی پوچھے کب تک ہنسا کریں گے
آرزو لکھنوی

شاخِ گل ہے کہ کسی لاش کا سوکھا ہوا ہاتھ
یہ بہاراں ہے تو پھر کس کو خزاں کہتے ہیں
شاعر

شمع کا عالم، صُبح کا منظر
سخت گھڑی ہے پَروانوں پر
ماہر القادری

شوق نے ہر چند صدہا تفرقے ڈالے مگر
زندگی کو راس دردِ ناتمام آ ہی گیا — جگرؔ مراد آبادی

شمع ہے لیکن دُھندلی دُھندلی
سایہ ہے لیکن روشن روشن — جگرؔ مراد آبادی

شعلوں کی ٹہنیاں ہیں شراروں کے پھول ہیں
شبنم نہ رُو، یہ تازہ بہاروں کے پھول ہیں — نعیمؔ صدیقی

شاید کہ آج حسرتِ جوہرؔ نکل گئی
اِک لاش تھی پڑی ہوئی گور و کفن سے دور — محمد علی جوہرؔ

شب کی بڑھتی ہوئی تاریکی میں
طالبِ نورِ سحر ہیں کتنے !!! — حیرتؔ شملوی

شانِ استغنا بھی ہے اُن کے کرم سے آشکار
مستقل نظروں سے اوجھل، مستقل دل سے قریب — جگرؔ مراد آبادی

شرط سلیقہ ہے ہر اِک اَمر میں
عیب بھی کرنے کو ہنر چاہیے — میرؔ

شمع کی مانند ھم اِس بزم میں
چشمِ نم آئے تھے دامن تر چلے — میر دردؔ

شکست و فتح نصیبوں سے ہے ولے اَے میرؔ
مقابلہ تو دلِ ناتواں نے خوب کیا — میرؔ

شب وہی شب ہیں، دِن وہی دِن
جو تری یاد میں گزر جائیں۔! — حسرتؔ موہانی

شکوہ اپنوں سے کیا جاتا ہے غیروں سے نہیں
آپ کہہ دیں تو کبھی آپ سے شکوہ نہ کریں
خلشؔ کلکتوی

شورشِ طوفان ہے اور منجدھار ہے
پھر بھی وہ چاہیں تو بیڑا پار ہے
ماہرؔ القادری

شبِ سیاہ کے ماتم سے کچھ نہیں حاصل
جو بن سکو تو بنو ماہِ ضوفگن کی طرح
واحدؔ پریمی

شعورِ فکر اگر جزوِ زندگی ہو جائے
جہاں جہاں بھی نظر جائے روشنی ہو جائے
دِواکر راہیؔ

شوق سے ہم پہ ہنسے گردشِ دَوراں لیکن
ھم کو اِس گردشِ دَوراں پہ ہنسی آتی ہے
دِواکر راہیؔ

شدتِ غم میں بھی لازم ہے وسیع النظری
ساتھ ساتھ اپنے، خیالِ دِگراں اور سہی
فضل احمد فضلیؔ

شمعِ یقیں کو چھو لے تو جانوں
تجھ کو قسم ہے اَے بادِ صَرصَر!
لیثؔ قریشی

شرط کے ساتھ ہو جو شریکِ سفر
ہم سفر وہ کسی کام کا بھی نہیں!
عزیزؔ بگھروی

شہر لگتا ہے بیابان مجھے
کہیں ملتا نہیں انسان مجھے
یوسف ظفرؔ

شمعِ راہِ عمل کرو روشن
گفتگوئے سحر سے کیا ہو گا
دواکر راہیؔ

ص

صَفیں کج، دِل پریشاں، سجدہ بے ذوق
کہ جَذبِ اَندرونَ باقی نہیں ہے — اقبالؔ

صَنوبَر باغ میں آزاد بھی ہے پا بہ گِل بھی ہے
انھیں پابندیوں میں حاصل آزادی کو تو کرلے — اقبالؔ

صورتِ شمشیر ہے دستِ قضا میں وہ قوم
کرتی ہے جو ہر زماں اپنے عمل کا حساب — اقبالؔ

صِدقِ خلیل بھی ہے عشق، صبرِ حسین بھی ہے عشق
معرکۂ وجود میں بَدر و حُنَین بھی ہے عشق — اقبالؔ

صَدائیں آج بھی آتی ہیں طاقِ کسریٰ سے
وَرَق وَرَق ہے مِری زندگی کا عبرت خیز — نامعلوم

صَانِع کو دیکھنا ہو تو عالَم پہ کر نظر
آئینہ آئینہ ہے خود آئینہ ساز کا — شادؔ عظیم آبادی

صَداقت ہو تو دِل سینوں سے کھنچنے لگتے ہیں واعظ
حقیقت خود کو منوالیتی ہے مانی نہیں جاتی — جگرؔ مرادآبادی

صَیّاد پہ ظاہر ابھی یہ راز نہیں ہے
پرواز اَسیرِ پَرِ پَرواز نہیں ہے — جگرؔ مرادآبادی

صیّاد یہ غنچے سے سیکھی ہے اَدا ہم نے
جو چوٹ بھی کھائی ہے ہنستے ہوئے کھائی ہے — کوثرؔ نیازی

صُبحِ اَزل یہ مجھ سے کہا جبرئیل نے
جو عقل کا غُلام ہو وہ دِل نہ کر قبول!! — کوثرؔ نیازی

صِرف ایک شکایت ہے، نہیں کوئی گِلہ اُور
کہنے کو کہا اور، تو کرنے کو کیا اَور — نعیمؔ صدیقی

صبر کرو محاسبو! وقت تمہیں بتائے گا
دَہر کو میں نے کیا دِیا، دَہر سے کیا مِلا مجھے — انورؔ شعور

صَبا جو حَال دیکھا ہے چمن والوں سے کہہ دینا
بہار آئی مگر ہم نے نہ ملبوسِ خزاں بَدلا — اثرؔ لکھنوی

صاف دِل آدمی کبھی راہیؔ
کسی اِلزام سے نہیں ڈرتا — دواکر راہیؔ

صِرف غنچوں کا تبسّم ہی نہیں ہے زندگی
ہو سکے تو لالۂ خونیں کفن بن جائیے — ماہرؔ القادری

صَیّاد نے پوچھا ہے اَسیرانِ قفس سے
کِس کِس کو ہے کلیوں کے چٹکنے کی صَدا یاد — ماہرؔ القادری

صَیّاد نے اِجازتِ فریاد دی تو ہے
میں پھر بھی ڈر رہا ہوں زبان کھولتے ہوئے — ماہرؔ القادری

صورتِ ماہ منزلیں طے کر
کیا ترقی میں، کیا تنزّل میں — اثرؔ لکھنوی

صَبر کر صَبر اَے دِلِ مضطر
مَصلحت ہوگی کچھ تغافل میں — اثرؔ لکھنوی

صِرف اِک قدم اٹھا تھا غلط راہِ شوق میں
منزل تمام عمر مجھے ڈھونڈتی رہی!! — عبدالحمید عدمؔ

ض

ضمیر اس کا اگر ہو مطمئن اور دلِ منور ہو
تو پھر کانٹوں میں بھی انسان کو آرام ملتا ہے — نامعلوم

ضامن ہے عافیت کی سلامت روی کی چال
کہتا ہے کون حشر اٹھاتے ہوئے چلو — ماہر القادری

ضمیر زر کی ترازو میں تُل رہے ہیں یہاں
کہاں کا زہد و تقدّس، کہاں کا علم و ہنر — کوثر نیازی

ضبط و بے قراری کی کشمکش سے تنگ آکر
آخرش مرے لب پر دل کی بات آئی ہے — نامعلوم

ضمیر بیچ کے مل جائے دولتِ کونین
تو اس زوال کو للہ ارتقا نہ کہو — نامعلوم

ضبطِ گریہ کی کشمکش توبہ
کتنے طوفاں گزر گئے سر سے — ماہر القادری

ضرورت ہے کہ پھر ہوں زیبِ محفل چند دیوانے
بہت سونی ہے بزمِ بلبل و پروانہ برسوں سے — شفیق جونپوری

ضبطِ محبت، شرطِ محبت
جی ہے کہ ظالم اُمڈا آئے — جگر مرادآبادی

ضعف میں طعنۂ اغیار کا شکوہ کیا ہے؟
بات کچھ سر تو نہیں ہے کہ اُٹھا بھی نہ سکوں — غالب

ضروری چیز ہے اک تجربہ بھی زندگانی میں!
تجھے یہ ڈگریاں بوڑھوں کا ہم سن کر نہیں سکتیں — اکبر الہ آبادی

ضمیرِ لالہ میں رَوشن چراغِ آرزو کر دے
چمن کے ذرّے ذرّے کو شہیدِ جستجو کر دے
نامعلوم

ضَبط سے واحِدؔ ذرا تم کام لو
دَرد خود بَن جائے گا اِک دِن سکوں
واحدؔ پریمی

ضرور تیری گلی سے گزر ہوا ہو گا
کہ آج بادِ صبا بے قرار آئی ہے
کوثرؔ نیازی

ضرور تاً جو مرے ساتھ ہو لیے جعفرؔ
جو ہو سکے تو اُنھیں میرا ہمقدم نہ کہو
جعفرؔ

ضِد ہر اِک بات میں نہیں اچھّی
دُوست کی دُوست مان لیتے ہیں
نامعلوم

ضمیر کانپ تو جاتا ہے آپ کچھ بھی کہیں
وہ ہو گناہ سے پہلے، کہ ہو گناہ کے بعد
کرشن بہاری نورؔ

ضبط کی تلقین کی یا دے گئی دادِ وفا
کہہ گئی خاموش ہو کر شمع پروانے سے کیا
امینؔ سلونوی

ضعفِ پیری میں زندگانی بھی
دوش پر اپنے بارِ سا ہے کچھ
میرؔ

ضَبط باقی، غَم سلامت ہے تو سُن لینا کبھی
آہ گھبرا کر نکل آئی کلیجہ چیر کر
فانیؔ

ضروری کام نیچر کا مگر کرنا ہی پڑتا ہے
نہیں جی چاہتا مُطلق، مگر مرنا ہی پڑتا ہے
اکبرؔ الٰہ آبادی

ط

طبقہ بندی کی وَبا، صوبہ پرستی کا فسوں
کتنے شعلے مِرے گلزار تک آ پہنچے ہیں
عرشیؔ بھوپالی

طوفانِ نوحؑ لانے سے اَے چشم فائدہ
دو اَشک بھی بہت ہیں، اگر کچھ اثر کریں
نوحؔ ناروی

طوق و دار کی ساری منزلوں کو طے کر کے
اَے اَجَل تجھے لینے خود حیات آئی ہے
نامعلوم

طلوعِ صبح کے آثار تو ہُویدا ہیں
یہ صبح صبحِ بہاراں نہیں تو کچھ بھی نہیں
جمالؔ امین آبادی

طنز و تعریض کی آخر کوئی حد ہوتی ہے
آدمی ہوں مِرے منہ میں بھی زباں ہے ساقی
جگرؔ مراد آبادی

طوفاں ہیں اور ساکت، شعلے ہیں اور نَم ہیں
کیا وقت آگیا ہے آہو بغیر رَم ہیں
ماہرؔ القادری

طلسم خانۂ ہستی کے رنگ غور سے دیکھ
بَقا فَنا کے لیے ہے، فَنا بَقا کی سَبیل
نامعلوم

طوُر تو ہے رَبِّ اَرِنیْ کہنے والا چاہیے
لَنْ تَرَانِیْ ہے مگر نا آشنائے گوش ہے
فانیؔ بدایونی

طوفانِ اِضطرابِ جُنوں اُٹھ کہ دیر سے
بیٹھا ہوں جمع خاطرِ داماں کیے ہوئے
فانیؔ بدایونی

طے کیجیے گا دار پہ کہتا ہے کیا حفیظؔ
اِک بزدلی کی بات ہے، اِک مردُمی کی بات
حفیظؔ میرٹھی

طوافِ شمع کرتا ہے مگر جو جاں نہیں دیتا
محبّت کی زباں میں اس کو پروانہ نہیں کہتے
فرازؔ سلطانپوری

طوُلِ غمِ حیات سے گھبرا نہ اَے جگرؔ!
ایسی بھی کوئی شام ہے جس کی سَحر نہیں
جگرؔ مرادآبادی

طوفاں سے اَے بچنے والو! یہ غور کیا بھی ہے تم نے
گرداب ہو جس کے دامَن میں ایسا بھی کنارا ہوتا ہے
جلیلؔ فتحپوری

طاقِ کسریٰ کو بھی شرماتی تھی جن کی رفعت
بچ گئی اینٹ سے اینٹ آج انھیں اَیوانوں کی
اثرؔ لکھنوی

طعنے بلبل کے سُنوں اور ہمہ تن گوش رہوں
ہمنوا! میں بھی کوئی گُل ہوں کہ خاموش رہوں
اقبالؔ

طوفاں ہی ایک کیا، مجھے طوفاں سے کم نہیں
لنگر ہوا، سفینہ ہوا، ناخُدا ہوا!
فانیؔ بدایونی

طنز کرتا ہے تو کر، دِل سے عَداوت تو نکال
روٹھنے والے میں حاضر ہوں منانے کے لیے
بَرؔکھارانی

طَلب کریں بھی تو کیا شے طلب کریں اَے شادؔ
ہمیں تو آپ نہیں اپنا مُدّعا معلوم
شادؔ عظیم آبادی

طبعِ انساں کو دی سَرِشتِ وَفا
خاک کو کیمیا کیا توُ نے
حالیؔ

طبیعت اِن دِنوں بیگانۂ غم ہوتی جاتی ہے
مِرے حِصّے کی گویا ہر خوشی کم ہوتی جاتی ہے
جگرؔ مرادآبادی

طعن کیا کیا نہ فرشتوں نے کیے تھے جس پر
عرش پیما ہے وہی، خاک کا پُتلا ہو کر — جگر مرادآبادی

طائر کوئی آزاد اگر ہے بھی تو کیا ہے
محرومِ پَر و بال ہے پہلے سے زیادہ — حیرت شملوی

طنز ہیں اُن پہ صبح کی باتیں
جن کی قسمت میں شام ہے، صاحب — سوز نعمانی

طوفاں کو کہاں یارو! طوفان سمجھتے ہیں
ہم ہیں کہ ہر اک مشکل آسان سمجھتے ہیں — سوز نعمانی

طاہر کچھ ایسے زخم دیے ہیں حیات نے
پھولوں کی سیج کانٹوں کا بستر دکھائی دے — طاہر تلہری

طاہر نہ چھیڑ عہد گذشتہ کے تذکرے
رِسنے لگیں گے زخمِ جگر، پٹیاں نہ کھول — طاہر تلہری

طاہر چراغِ زخم کی لَو اور تیز کر
کیا جانے کتنی دیر طلوعِ سحر میں ہے — طاہر تلہری

طوُر سے کیا کیا تجلّی نے
حُسنِ بے پردہ سے حذر ہے شرط — آتش لکھنوی

طبیعت کا نہ پوچھو حال حیرت
ذرا سی بات بھی دِل پر گراں ہے — حیرت شملوی

طوُر پر کوئی مچلا، دار پر کوئی کھیلا
کیا کہا؟ محبت میں [illegible] امتحاں نہیں ہوتے — عبدالکریم ثمر

ظ

ظُلمتؔ کے خداؤ کُھل کے کہو کیا نور نے گھٹنے ٹیک دیے
سوُرج نے چمکنا چھوڑ دیا، تاروں نے چھٹکنا چھوڑ دیا — نعیمؔ صدیقی

ظالم کا نہ شکوہ کر ظلموں کی نہ پَروا کر
تو اپنی وفاؤں کی عزّت پہ فدا ہو جا — فانیؔ بدایونی

ظفرؔ دنیائے فانی خواب کا سا ایک عالم ہے
مگر اِس خواب میں دیکھا کچھ ایسا ہے کہ کیا کہیے — شاہ ظفرؔ

ظہورِ دو عالم اِک اعجاز جس کا
اُسی نقشِ پا پر مٹا چاہتا ہوں — نامعلوم

ظفرؔ آدمی اُس کو نہ جانیے گا، ہو وہ کیسا ہی صاحبِ فہم و ذکا
جسے عیش میں یادِ خدا نہ رہی، جسے طیش میں خوفِ خدا نہ رہا — شاہ ظفرؔ

ظلم ہم پَر ذرا سمجھ کے کرو
اَے بُتو! بندۂ خُدا ہیں ہم — خضرؔ

ظرفِ ساقی ہی نہ جب دیکھا تو پھر کیا بیٹھتے
آنسوؤں سے بھر کے ہم آنکھوں کے پیمانے اٹھے — حفیظؔ میرٹھی

ظرف ہے یہ تو اپنا اپنا
کوئی بگاڑے، کوئی بنائے — حفیظؔ میرٹھی

ظرف اپنا، مزاج اپنا ہے
غم میں آرام، عیش میں آلام — نامعلوم

ظلمتِ شب میں جاگ کر ہم نے
صبحِ تاباں کی آرزو کی ہے — نامعلوم

ظاہر کی آنکھ سے نہ تماشا کرے کوئی
ہو دیکھنا تو دیدہ و دِل وا کرے کوئی
اقبالؔ

ظلم ہے، جہل ہے، حماقت ہے
حکم سے اس کی سرکشی کرنا
حیرتؔ شملوی

ظلم پر چُپ ہیں یوں مصلحت آشنا
جیسے اُن کے سَروں پر ہو تیغِ دو دَم
عروجؔ زیدی

ظلم تھک کر سوال کرتا ہے،
کیوں نہیں مرتے سخت جاں لوگو!
حفیظؔ میرٹھی

ظاہراً توڑ لیا ہم نے بُتوں سے رِشتہ
پھر بھی سینے میں صنم خانہ بسا ہے یارو!
عامرؔ عثمانی

ظلم کی تیرگی کے پَردوں میں
صبح کا اشتہار ہوتا ہے
دواکر راہیؔ

ظلم میں جن کے کرم ہے، لطف میں جن کے ستم
مہرباں ایسے بھی ہیں، نامہرباں ایسے بھی ہیں
شفاؔ گوالیاری

ظلمتیں حدِّ اَدب سے جو بڑھیں، خیر نہیں
عِصمتِ شمس و قمر کے نگراں ہیں ہم لوگ
رشید کوثرؔ فاروقی

ظلم سے تنگ جب آ جاتے ہیں احقرؔ مظلوم
تب سوالات و جوابات بدل جاتے ہیں
احقرؔ

ع

عقابی روح جب بیدار ہوتی ہے جوانوں میں
نظر آتی ہے اُس کو اپنی منزل آسمانوں میں
اقبالؔ

عقل کو تنقید سے فرصت نہیں
عشق پر اعمال کی بنیاد رکھ
اقبالؔ

عیش و غم دونوں کی جب اصل نہیں کچھ بھی ذرا
لب بھی خنداں ہے عبث، چشم بھی گریاں ہے عبث
نامعلوم

عزّت، دولت آنی جانی
مل مِل جائے، چھن چھن جائے
حفیظؔ میرٹھی

عذابِ دانشِ حاضر سے باخبر ہوں میں
کہ میں اس آگ میں ڈالا گیا ہوں مثلِ خلیلؑ
اقبالؔ

عروسِ دہر! سنا ہے کہ چند دیوانے
لہو کے عطر سے گیسو ترے سنوار آئے
کوثرؔ نیازی

عروجِ آدمِ خاکی کے منتظر ہیں تمام
یہ کہکشاں، یہ ستارے، یہ نیلگوں افلاک
اقبالؔ

عقل تھک کر لوٹ آئی جادۂ آلام سے
اب جنوں آغاز فرمائے گا اِس انجام سے
عامرؔ عثمانی

عجب کیا ہے کہ اِس ہمت شکن طوفاں کے پہلو سے
کوئی ایسی بھی موج اُٹھے کہ بیڑا پار ہو جائے
حفیظؔ میرٹھی

عُمر بھر روح کی اور جسم کی یکجائی ہو،
کیا قیامت ہے کہ پھر بھی نہ شناسائی ہو
جگرؔ مرادآبادی

عَرش کا ہے کبھی کعبہ کا ہے دھوکا اس پر
کس کی منزل ہے الٰہی مرا کاشانۂ دِل — اقبالؔ

عِلمیت کا غرور اَے راہیؔ
سچ تو یہ ہے بڑی جہالت ہے — دوا کر راہیؔ

عَین فطرت ہے کہ جس شاخ پہ پھل آئیں گے
اِنکساری سے وہی شاخ لچک جائے گی — دوا کر راہیؔ

عبرتِ دہر کا اِک دفترِ پُر معنیٰ ہے
کبھی دیکھو تو اثرؔ گورِ غریباں کی طرف — اثرؔ لکھنوی

عَیب آخر عیب ہے، کتنی بلندی پر بھی ہو
داغ آخر داغ ہے، داغِ مہِ کامِل سہی — اسدؔ ملتانی

عَجب امتحاں ہے کوثرؔ، یہ تمیزِ خیر و شر بھی
وہی آگ دے اُجالا، وہی بستیاں جَلا دے — رشید کوثرؔ فاروقی

عدو کو دوست، لُٹیرے کو رہنما کہہ دے
یہ مصلحت کی زباں، کب نہ جانے کیا کہہ دے — دوا کر راہیؔ

عقل سے صِرف ذہن روشن تھا
عِشق نے دِل میں روشنی کی ہے — نرلیش کمار شادؔ

عزمِ تسخیرِ فلک ٹھیک ہے لیکن یارو
پہلے اِنسان کو انسان بنا کر دیکھو!! — طارقؔ بابا غیبی

عمل سے زندگی بنتی ہے جنّت بھی جہنّم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے — اقبالؔ

عقلِ تہی مایہ سے بدلی ہے کہیں دُنیا
رُخ عالمِ ہستی کا دیوانے بدلتے ہیں — ثاقبؔ کانپوری

عزمِ محکم ہو تو گردابِ بلا کچھ بھی نہیں
ساحلِ مقصود تو ہر موج میں روپوش ہے — لیثؔ قریشی

عقل پھیلی پر نہ سمٹی حرص و آزِ انساں کی
لے نہ اب نام آدمیت کا اگر انساں ہے — حاؔلی

عشق ایمان کی بات کہہ کر رہا
اور خنجر فضاؤں میں تنے رہ گئے — نعیمؔ صدیقی

علم کا مقصود ہے، پاکیٔ عقل و خرد
فقر کا مقصود ہے، عفتِ قلب و نگاہ — اقباؔل

عشرتِ حیلہ و فن میں بھی سمجھتا ہوں مگر
کوئی جیسے مری جانب نگراں ہے اے دوست! — رشیدؔ کوثر

علم و عمل کی یہ کوتاہی، قلب و نظر کی یہ گمراہی!
آج کا انساں، توبہ توبہ! کتنا ہے انجام سے غافل — تسکینؔ قریشی

عزم محکم ہو تو کب رُکتے ہیں رہرو کے قدم
سلسلے کوہِ گراں کے درمیاں آیا کریں — لیثؔ قریشی

عیبؔ اوروں کے جو چنتے ہیں وہ خود کو دیکھیں
سر نہ اُٹھ پائے گا جب خود پہ نظر جائے گی — نامعلوم

عبث الزام مت دو مشکلاتِ راہ کو راہی
تمہارے ہی ارادے میں کمی معلوم ہوتی ہے — دواکرؔ راہی

غ

غبارِ راہ کو لے جاؤ آسمانوں تک!
یہ اہلِ عزم کا تحفہ ہے کہکشاں کے لیے
عاصی کرنالی

غلط نہیں ہے کہ غم زندگی کا حصہ ہے
مگر خدا کے لیے زندگی کو غم نہ کہو
جعفر

غبار آلودۂ رنگ و نسب ہیں بال و پر تیرے
تو اے مرغِ حرم اُڑنے سے پہلے پرفشاں ہوجا
اقبال

غنچہ چٹکا اور آ پہنچی خزاں
فصلِ گل کی تھی فقط اتنی بساط
حالی

غمِ سفر سے نہ گھبرا، قدم بڑھائے چل
کہ یہ غبار ہے منزل کی راہ کا صندل
شمیم کرہانی

غریب و سادہ و رنگیں ہے داستانِ حرم
نہایت اس کی حسینؓ، ابتدا ہے اسمٰعیلؑ
اقبال

غیر کی شمع بھی بجھنے نہیں دیتے شرفا
تم نے اپنے ہی چراغوں کو بجھا رکھا ہے
شفیق جونپوری

غم سے بچنے کے لیے اے دلِ خوشی کی جستجو
یہ تو ممکن ہی نہیں ہے، زندگی ہو غم نہ ہو
ماہر القادری

غضب ہے کہ دل میں تو رکھو کدورت
کرو ہم سے منہ پر صفائی کی باتیں
شاہ ظفر

غم کا عالم عجیب ہوتا ہے
کوئی ہنستا ہے کوئی روتا ہے
نامعلوم

غیر کے عیب کو بیاں کرنا
درحقیقت یہ خودستائی ہے — دواکر راہی

غم ہو کہ انبساط کسی کو نہیں قرار
فصلِ بہار آئی تو فصلِ خزاں گئی — شکیل بدایونی

غم کیا ہے درد کیا ہے، بھلا کیا سمجھ سکیں
وہ لوگ جو پلے ہیں بہاروں کی گود میں — فراز سلطانپوری

غیروں کے نہ تھے سلوک ایسے
اپنوں کی نوازشیں غضب ہیں — شاعر لکھنوی

غمِ ہستی کا اسد کس سے ہو جُز مرگ علاج
شمع ہر رنگ میں جلتی ہے سحر ہونے تک — غالب

غم نہیں لیث زمانہ ہے جو دشمن اپنا
جس کا کوئی نہیں ہوتا ہے، خدا ہوتا ہے — لیث قریشی

غمِ ماضی کو بھلا کر غمِ فردا کیجے
انقلابات یہ پیغام دیا کرتے ہیں — دواکر راہی

غم کی دولت حاصل کرنا سب کے بس کی بات نہیں
ہم نے کچھ ایثار کیا ہے، جب یہ دولت پائی ہے — لیث قریشی

غنیمت ہے کہ دنیا دردمندوں سے نہیں خالی
قیامت تھی اگر ہر آدمی دِل کا بُرا ہوتا!! — لیث قریشی

غم کی بڑھتی ہوئی یورش سے نہ گھبرا عامر
غم بھی اِک منزلِ راحت کا نشاں ہوتا ہے — عامر عثمانی

ف

فضا جاگی، زمین و آسماں جاگے، سحر جاگی
مگر خود سو گیا تھک کر نقیبِ کارواں میرا — شفیق جونپوری

فریبِ روشنی میں آنے والو! میں نہ کہتا تھا
کہ بجلی آشیانے کی نگہباں ہو نہیں سکتی — شفیق جونپوری

فلک کا ذکر تو کیا ہے، زمیں کے بھی نہ رہے
ہم اپنی چال سے آخر کہیں کے بھی نہ رہے — شاد عظیم آبادی

فقر کے ہیں معجزات، تاج و سریر و سپاہ
فقر ہے میروں کا میر، فقر ہے شاہوں کا شاہ — اقبال

فکر بے نور ترا، جذبِ عمل بے بُنیاد
سخت مشکل ہے کہ روشن ہو شبِ تارِ حیات — اقبال

فِطرت تو کیا کرتی ہے ماحول کی تخلیق
اور آپ کی فطرت ہے کہ ماحول کی پابند — عاصی کرنالی

فرشتے کی ضرورت، دیوتا کی جستجو کیسی؟
فقط انسان بن جاتے تو پھر کیا بات تھی اپنی — شفیق جونپوری

فِطرتاً قطرۂ شبنم کی طرح ہیں لیکن
وقت پڑ جائے تو مانندِ شرر ہیں ہم لوگ — واحد پریمی

فُغاں کے پردے میں سُن میری داستاں صیاد
کہ پھر رہے نہ رہے طاقتِ بیاں صیاد — رند

فلک دیتا ہے جن کو عیش اُن کو غم بھی ہوتا ہے
جہاں بجتے ہیں نقارے، وہاں ماتم بھی ہوتا ہے — داغ

فرازِ دار پہ رکھتے چلو سروں کے چراغ
جہاں تلک یہ ستم کی سیاہ رات چلے — مجروح سلطانپوری

فرد قائم ربطِ ملت سے ہے تنہا کچھ نہیں
موج ہے دریا میں اور بیرونِ دریا کچھ نہیں — اقبال

فضا پہ چھائی ہے مایوسیوں کی تاریکی
مرے یقین! مری راہ میں اُجالا کر — حفیظ میرٹھی

فکر کو شہپر، جنوں کو نقشِ پا مِل جائے گا
عزمِ محکم لے کے اٹھو، راستہ مِل جائے گا — عزیز گھرڈی

فقط شعورِ بصیرت ہی کام آتا ہے!
اندھیرے پلتے ہیں جب روشنی کے دامن میں — دواکر راہی

فطرت افراد سے اغماض بھی کر لیتی ہے
کبھی کرتی نہیں ملت کے گناہوں کو معاف — اقبال

فضول آس لگائے نہ باغباں سے کوئی
جو ایک برگ نہ دے، وہ گلاب کیا دے گا — جمال قریشی

فاصلے ایسے بھی ہوں گے، یہ کبھی سوچا نہ تھا
سامنے بیٹھا تھا میرے، اور وہ میرا نہ تھا — احمد فراز

فقط کلی کا تبسم مری نظر میں نہیں
مری نگاہ میں رقصاں ہے گریۂ شبنم — لیث قریشی

فرازِ چرخ سے ٹوٹا ستارہ
کسی کا دِل دُکھایا کیا کسی نے — لیث قریشی

فضائے زندگی کی ظلمتوں کے مرثیہ خوانو!
اندھیروں ہی کے دَم سے اِمتیازِ نور ہوتا ہے — عامر عثمانی

فرار! اُف سر و سامانِ زندگی سے فرار
اگر یہ نفس کُشی ہے، تو خود کُشی کیا ہے — رشید کوثر فاروقی

فرض چھوٹا ہو یا بڑا لیکن
وہ ہمیشہ بلند ہوتا ہے — دواکر راہی

فریاد بھی کرتا ہوں تو اللہ سے اپنے،
اِس دَر کے سِوا میں کہیں سائل نہیں ہوتا — امیر مینائی

فرض اَدا کیجیے پھر اس کے بعد
اپنے حق کا مطالبہ کیجے — دواکر راہی

فرائض اہلِ کشتی کے بھی کچھ ہوتے ہیں اَے راہی
یہ مانا ناخدا کے ہاتھ میں پتوار ہوتی ہے! — دِواکر راہی

فِطرتاً ہر آدمی ہے طالبِ امن واَماں
دشمنوں کو بھی محبت کی نظر سے دیکھیے — شکیل بدایونی

فَسانہ جب کبھی پامالئ چمن کا چھِڑا
زبانِ گُل پہ خود اہلِ چمن کے نام آئے — شاعر لکھنوی

فَضا نشاط کی پھر دِل کو راس آئی ہے
سکوں نے لوُٹ لیا، دَرد کی دہائی ہے — ماہر القادری

فاصلے صَدیوں کے لمحوں میں بدل جائیں گے
عَزمِ پرواز تو ہو، طاقتِ پرواز کے ساتھ — دِواکر راہی

ق

قہّاری وغفّاری وقدّوسی وجبروت
یہ چار عناصر ہوں تو بنتا ہے مسلمان — اقبالؔ

قصر و ایواں کی ہل گئی بنیاد
جب فقیروں کو آگیا ہے جلال — ماہرؔ القادری

قفس میں رہ کے بھی دِل سے نہ جا سکی کوثرؔ
یہ آرزو کہ چمن میں کبھی بہار آئے — کوثرؔ نیازی

قوم کیا چیز ہے، قوموں کی امامت کیا ہے
اس کو کیا جانیں یہ بیچارے دو رکعت کے اِمام — اقبالؔ

قدم قدم پہ نشیب و فراز ملتے ہیں
رہِ حیات میں انساں بہ احتیاط چلے — عنوانؔ چشتی

قفس توڑ کر مطمئن ہو نہ بلبل
قفس صورتِ آشیاں اور بھی ہیں — جگرؔ مرادآبادی

قدم قدم پہ جو رکتی ہے راہِ غربت میں
یہ کون ہے مرے ہمراہ، زندگی تو نہیں — بسملؔ

قدم جو آگے کو اٹھتے ہیں پھر نہیں رکتے
کنارِ بحر پہ ہم کشتیاں جلا آئے — نعیمؔ صدیقی

قتلِ حسینؓ اصل میں مرگِ یزید ہے
اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد — محمد علی جوہرؔ

قفس کیا اور قفس کی تیلیاں کیا
کسی میں جرأتِ پرواز بھی ہے — ماہرؔ القادری

قربِ منزل پر کبھی راہی نہ ہونا مطمئن!
قافلے لُٹتے ہیں اکثر آ کے منزل کے قریب — دوا اکر راہی

قفس سے آشیاں تبدیل کرنا بات ہی کیا تھی
ہمیں دیکھو کہ ہم نے بجلیوں سے آشیاں بدلا — محضر لکھنوی

قدم عروج کی جانب وہ کیا بڑھائیں گے
جو لوگ شکوۂ دورِ زوال کرتے ہیں — جلیل فتحپوری

قدرت کا قانون اٹل ہے
سورج چڑھ کر ڈھل جاتا ہے — عزیز بگھروی

قول و فعل اور ارادے پر بھی
آنکھ کوئی نگراں ہے یارو!! — ظہیر تاج

قیدِ حیات و بندِ غم اصل میں دونوں ایک ہیں
موت سے پہلے آدمی غم سے نجات پائے کیوں — غالب

قناعت نہ کر عالَمِ رنگ و بُو پر!!
چمن اور بھی، آشیاں اور بھی ہیں — اقبال

قطع کیجے نہ تعلق ہم سے
کچھ نہیں ہے تو عداوت ہی سہی — غالب

قسمت نے کیا چاک تمہارا ابھی گریباں
اے باغ کے پھولو! مرے دامن پہ ہنسو اور — شفیق جونپوری

قدم بیساختہ منزل کی جانب اٹھتے جاتے ہیں
توجہ کر رہا ہے کیا کوئی پوشیدہ پوشیدہ — رشید کوثر فاروقی

قتیل جن پہ سدا پتھروں کو پیار آیا
کدھر گئے وہ گنہگار؟ آؤ سچ بولیں — قتیل شفائی

قدم جب رکھ دیا راہِ طلب میں
تو پھر کیفیتِ بیم و رجا کیا — حفیظ میرٹھی

قابل کی شکستہ حالی کا احساس بھی ہو تو کیونکر ہو؟
فریاد یہاں منظور نہیں، انصاف وہاں دستور نہیں — قابل اجمیری

قلب میں سوز نہیں، روح میں احساس نہیں
کچھ بھی پیغامِ محمدؐ کا تمہیں پاس نہیں — اقبال

قفس میں دیتے ہو کیا طعنِ سست پروازی
فضا کھلی ہوئی ملتی تو امتحاں ہوتا — اقبال سہیل

قلب میں جن کے درد نہ وسعت
ان سے کیا امید کرم کی؟ — حیرت شملوی

قفس کو آشیاں کہہ دیں اگر لوگ
بدل جائے گا مفہومِ قفس کیا؟ — شاعر لکھنوی

قیامت ہے ہمی پر ظلم ڈھا کر
ہمی سے چاہتا ہے داد، صیاد — گشتہ گیاوی

ک

کافر کی یہ پہچان کہ آفاق میں گم ہے
مومن کی یہ پہچان کہ گم اُس میں ہیں آفاق — اقبالؔ

کارواں چاہے مختصر ہو جائے
کوئی رہزن نہ ہم سفر ہو جائے — حفیظؔ میرٹھی

کبھی شاخ و سبزہ و برگ پر، کبھی غنچہ و گُل و خار پر
مَیں چمن میں چاہے جہاں رہوں مرا حق ہے فصلِ بہار پر — جگرؔ مرادآبادی

کبھی بھول کر کسی سے نہ کرو سلوک ایسا
کہ جو تم سے کوئی کرتا، تمہیں ناگوار ہوتا — اسمٰعیلؔ میرٹھی

کل یہی دہر میں معیارِ خرد ٹھہرے گی
آج حق بات میں تاثیر نہیں ہے، نہ سہی — کوثرؔ نیازی

کتنے عالم ہیں کہ غنچہ یہ گزر جاتے ہیں
جب کہیں جا کے وہ رنگین قبا ہوتا ہے — ماہرؔ القادری

کسی جبیں پر شکن نہیں ہے، کوئی بھی مجھ سے خفا نہیں ہے
بغور شاید پیام میرا ابھی جہاں نے سُنا نہیں ہے — حفیظؔ میرٹھی

کاش ہمارا فرضِ محبت
عیشِ محبت پر چھا جائے — حفیظؔ میرٹھی

کیا قیامت ہے کہ اِس دَورِ ترقی میں جگرؔ
آدمی سے آدمی کا حق ادا ہوتا نہیں — جگرؔ مرادآبادی

کہیں پیسہ کہیں روٹی خدا ہے
نہ جانے آدمی کیا ہو گیا ہے — ماہرؔ القادری

کہاں کا ناخُدا کیسے سفینے، دست و بازو کیا
خدا ہی یاد آتا ہے، سہارے ٹوٹ جانے پر
حفیظ میرٹھی

کوئی مرحلہ ہو، کوئی معرکہ ہو
نظر عارفانہ، قدم غازیانہ
حفیظ میرٹھی

کیسی ہی مصیبت ہو، بڑے شوق سے آئے
کم ظرف کے احسان سے اللہ بچائے
حفیظ میرٹھی

کوئی خوش ہو کہ خفا ہو حیرت
ہم تو ہر بات کھری کہتے ہیں
حیرت شملوی

کبھی عزیز تھے ہم جنکو زندگی کی طرح
ابھی قریب سے گزرے ہیں اجنبی کی طرح
نامعلوم

کسی کے کام نہ آئے تو آدمی کیا ہے
جو اپنی فکر میں گزرے وہ زندگی کیا ہے
اثر لکھنوی

کیا ڈر ہے جو ہو ساری خدائی بھی مخالف
کافی ہے اگر ایک خدا میرے لیے ہے
محمد علی جوہر

کون کسی کا غم کھاتا ہے
کہنے کو غمخوار ہے دُنیا
ماہر القادری

کہیں مرکز سے کوئی دور ہو کر شاد ہوتا ہے
جو پتا ٹوٹتا ہے شاخ سے برباد ہوتا ہے
شفیق جونپوری

کتنے اللہ والے ہیں یہ اے خدا
گفتگو، مشورے، سازشوں کی طرح
حفیظ میرٹھی

کچھ اور بچھا جائے کوئی راہ میں کانٹے
کانٹے جو چبھیں گے تو قدم اور بڑھیں گے
مائل خیرآبادی

کیا ہوا ہم کو اگر دو چار موجیں چھو گئیں
ہم نے بدلا ہے نہ جانے کتنے طوفانوں کا رُخ
نامعلوم

کس طرح ہوتا ہے ایثار، بتاتے ہیں چراغ
آپ جلتے ہیں، ہمیں راہ دکھاتے ہیں چراغ
اقبال رامپوری

کوئی تو اٹھ کر لگاتا آدمیت کو گلے
کوئی ہندو ہی سہی، کوئی مسلماں ہی سہی
ابوالمجاہد زاہد

کہاں کا ناخدا، کیسا سفینہ، موجِ دریا کیا
خدا پر رکھ نظر، اے سوئے ساحل دیکھنے والے
صولت ٹونکی

کوئی فریب نہ کھائے سفید پوشی سے
نہ جانے کتنے ستارے نگل گئی ہے سحر
حفیظ میرٹھی

کبھی جب امتیازِ حق و باطل کا سوال آیا
ہمارے سامنے پھر اپنے بیگانے نہیں آئے
حفیظ میرٹھی

کام کی بات دُکھ اٹھائے بغیر
کب کسی کی سمجھ میں آئی ہے
حیرت شملوی

کتنا مہمل یہ دعویٰ ہے سائنس کا
آئینہ ہے ــــ مگر ــــ آئینہ گر نہیں
تابش مہدی

کیا ستم ہے کہ آدمی بد ہو
اور نامِ خدا زباں زد ہو ــــ!
ڈاکٹر راہی

کرتی ہے خِرد جادۂ منزل کا تعیّن
منزل پہ جو لیجائے وہ آشفتہ سَری ہے
دِوا اکر راہی

کیا خبر ہے مَصلحت ہیں راہ میں
کِس جگہ رک جائے، کب رُخ موڑ دے
دوا اکر راہی

کل تِرے غم کی بَدَولت سرفرازی تھی نصیب
دُور ہو کر آج تجھ سے، دیکھ لی رسوائی بھی
عزیزؔ نگھروی

کھو کے اپنے وقار کو اِک بار
آدمی، آدمی نہیں رہتا
لیثؔ قریشی

کبھی سوچا ہے آئینِ وفا کو توڑنے والے
جو دنیا کا یہی دستور ہو جائے، تو کیا ہوگا
سَنتوش کمار موہج

کسی کی بے کسی کو مسکرا کر دیکھنے والو!
تمھیں لے آئے اِس منزل پہ مستقبل تو کیا ہوگا
نامعلوم

کبھی یک بیک توجہ، کبھی دفعتاً تغافل
کوئی آزما رہا ہے مجھے رُخ بدل بدل کر
شکیلؔ بدایونی

کہہ رہا ہے شورِ دریا سے سمندر کا سکوت
جس میں جتنا ظرف ہے، اتنا ہی وہ خاموش ہے
ناطقؔ لکھنوی

کانٹوں میں جیسے پھول، جہنم میں جیسے خُلد
آنکھیں ہیں یوں ندامتِ عِصیاں لیے ہوئے
جگرؔ مرادآبادی

کیا ہم کو ڈراتے ہو بپھرے ہوئے طوفانو!
ہم نے تو سفینوں کو خود آگ لگا دی ہے
اعجازؔ رحمانی

کردارِ دوستاں پہ کوئی تبصرہ نہ کر۔۔۔!
آنکھوں سے دیکھ، کان سے سُن اور زباں نہ کھول — طاہرؔ تلہری

کہیں پیوند ہیں غم کے، کہیں زخموں کے شگاف
زندگی ہے کسی نادار کی چادر کی طرح — طاہرؔ تلہری

کیا بتاؤں تجھے کیا سوچ رہا ہوں اے دوست
ایسا لگتا ہے میں کچھ بھول گیا ہوں اے دوست — طاہرؔ تلہری

کسی کی زندگی خوابِ حسیں ہے
کسی کی زندگی خوابِ پریشاں — طاہرؔ تلہری

کھنچی ہے جھوٹ کی تلوار لیکن
جواں ہیں حوصلے سچائیوں کے — شاعرؔ لکھنوی

کریں کس سے اپنی تباہی کا شکوہ
کہ خود رہنما رہزنوں سے ملے ہیں — ابوالمجاہد زاہدؔ

کچھ اِس اَدا سے چمن کا شعور جاگا ہے
کلی کلی نظر آتی ہے باغباں کی طرح — حفیظؔ میرٹھی

کئی منزلیں تراشیں، کئی کارواں بنائے
جو سفر کا نام آیا، مرے پاؤں ڈگمگائے — حفیظؔ میرٹھی

کسی صورت نمودِ زندگی کی راہ تو نکلے
کوئی طوفاں ہی برپا کر، اگر ساحل نہیں ملتا — حفیظؔ میرٹھی

کہیے جو کسی سے کہ وفا کھیل نہیں ہے
کیا جانیے ہو جاتے ہیں کیوں چیں بہ جبیں آپ — رشیدہ کوثرؔ فاروقی

گ

گریز کشمکشِ زندگی سے مَردوں کی،
اگر شکست نہیں ہے، تو اور کیا ہے شکست
اقبالؔ

گلستاں کے لیے رونے سے کچھ بنتا نہیں فانیؔ
نظر میں حُسن پیدا کر، سنور جائے گا ویرانہ
فانیؔ بدایونی

گلوں نے خندۂ بیجا پہ یہ ثمر پایا
کہ چار دِن بھی نہ گزرے، بہار کھو بیٹھے
امیرؔ مینائی

گرتے ہیں شہسوار ہی میدانِ جنگ میں
وہ طفل کیا گرے گا جو گھٹنوں کے بَل چلے
نامعلوم

گریبانِ سحر کے چاک ہونے پر نہ شب خوش ہو
گریبانِ سحر، شب کے ستاروں کا کفن بھی ہے
شفیقؔ جونپوری

گفتار کی محفل تو ہے آراستہ لیکن
کردار کی دنیا ابھی بے امن و اماں ہے
شفیقؔ جونپوری

گلا تو گھونٹ دیا اہلِ مدرسہ نے ترا
کہاں سے آئے صَدا لَا اِلٰہَ اِلّاَ اللہُ
اقبالؔ

گرمِ فغاں ہے جرس، اٹھ کہ گیا قافلہ
وائے وہ رَہرو کہ ہے منتظرِ راحلہ
اقبالؔ

گلوں کے ساتھ تعاون کیا ہے کانٹوں نے
چمن کی ورنہ مکمل نہ ہو سکی تصویر
عاصیؔ کرنالی

گلچیں کا خوف، دام کا خطرہ، قفس کا ڈر
کیا گل کھلے ہوئے ہیں بہاروں کی گود میں
کوثرؔ نیازی

گلشن پرست ہوں مجھے گل ہی نہیں عزیز
کانٹوں سے بھی نباہ کیے جا رہا ہوں میں — جگر مرادآبادی

گھروں میں بیٹھ کے سُنتے ہیں عالمی خبریں
جنھیں پڑوس کی اپنے کوئی خبر ہی نہیں — اسد رضوی

گلستاں کے فقط نقشے بدل دینے سے کیا حاصل
وہ کوشش کر کہ اِک اک خار خُلد آثار ہو جائے — عنوان چشتی

گرتے ہوئے جب میں نے ترا نام لیا ہے
منزل نے معاً بڑھ کے مجھے تھام لیا ہے — کوثر نیازی

گر پڑا آنکھ سے منّت کشِ مژگاں نہ ہوا
مِل گیا خاک میں، شرمندۂ احسان نہ ہوا — جوش ملسیانی

گر بُوئے گل نہیں نہ سہی، یادِ گل تو ہے
صیّاد لاکھ رکھے قفس کو چمن سے دور — محمد علی جوہر

گرجتے بادلوں سے درس ملتا ہے کہ اے لوگو
فقط باتوں کے غازی فیض پہنچایا نہیں کرتے — دِوا کر راہی

گفتگو یہ کہ خدا ہے سب کچھ
اور عمل یہ کہ خدا کچھ بھی نہیں — دوا کر راہی

گو فرق مُسلّم ہے مگر یہ نہیں تسلیم
تاروں کا خدا اور ہے، ذرّوں کا خدا اور — عروج زیدی

گُل اگر اِک شمع ہوتی ہے ہوائے دہر سے
سینکڑوں اس کی جگہ ہوتی ہیں روشن، غم نہ کر — نہال سیوہاروی

گر اک چراغِ حقیقت کو گل کیا تم نے
تو موجِ دود سے سَو آفتاب ابھریں گے — نعیم صدیقی

گلوں کے سینے ہیں زخمی، کہیں نہ دُکھ جائیں
کہو صبا سے کہ دامن بچا بچا کے چلے — نعیم صدیقی

گلوں سے داغ، کانٹوں سے خلش لینے کو آئے ہیں
گلستاں میں ہم اپنے دل کو بہلانے نہیں آئے — حفیظ میرٹھی

گھروں سے تا درِ زنداں، وہاں سے مقتل تک
ہر امتحاں سے ترے جاں نثار گزرے ہیں — حفیظ میرٹھی

گھر سے بے گھر ہوئے، بیگانۂ منزل ٹھہرے
وہ مسافر جو ترے نقشِ قدم بھول گئے — عزیز بگھروی

گفتگو یہ کہ زیست فانی ہے
اور عمل یہ کہ جاودانی ہے — دواکر راہی

گردِ مایوسی کی چھائے نہ کبھی چہرے پر
دل کو اُمید کا آئینہ بنائے رکھیے — کمال جعفری

گزرو جو تم اِدھر سے تو گزرو یہ سوچ کر
رہتے ہیں درد و رنج کے مارے یہیں کہیں — فراز سلطانپوری

گئے وہ دن کہ لطف آتا تھا کانٹوں سے اُلجھنے میں
ہنسی بھی اب تو پھولوں کی گراں معلوم ہوتی ہے — ناز

گناہ گار سہی ہاں سیاہ کار سہی
یہ کم ہے؟ امتِ خیر الانام ہیں ہم لوگ — نہال سیوہاروی

ل

لا پھر اک بار وہی بادہ و جام اے ساقی
ہاتھ آجائے مجھے میرا مقام اے ساقی — اقبالؔ

لاکھ دینے کا ایک دینا ہے
دلِ بے مدّعا دیا تو نے — داغؔ

لگا دو آگ عذرِ مصلحت کو
کہ ہے بے زار اِس شے سے مرادِ دل — حسرتؔ موہانی

لوگ کہتے ہیں بدلتا ہے زمانہ سب کو
مَرد وہ ہیں جو زمانے کو بدل دیتے ہیں — اکبرؔ الٰہ آبادی

لاکھ ستارے ہر طرف، ظلمتِ شب جہاں تہاں
ایک طلوعِ آفتاب، دشت و چمن سحر سحر — جگرؔ مرادآبادی

لاکھ پابندیاں لگیں لیکن
حق بیانی ہمارا مشرب ہے — نامعلوم

لطفِ صیّاد پہ اِترائیں نہ اربابِ چمن
مجھ کو آتا ہے نظر سلسلۂ دام ابھی —! — ماہرؔ القادری

لاکھ روکیں دَرِ ظلمت کے محافظ لیکن
وہ سحر جو کہ ہے آنے کو، وہ آئے گی ضرور — ابوالمجاہد زاہدؔ

لے ذرا دار و رَسن کے یہ تحائف اَے دِل
تجھ کو منظور تھا، دنیا میں مسلماں رہنا — کوثرؔ نیازی

لہو میں ڈوبی سحر سے، سلگتی شاموں سے
گزر رہے ہیں مسافر، کٹھن مقاموں سے — عرشیؔ بھوپالی

لال نہیں ہے کس کا منہ اِس دَورِ خونخواری میں
جس کے جیسے بازو ہیں، اُس کی ہے ویسی پرواز — حفیظ میرٹھی

لاکھ چھایا کریں عالم پہ گھٹائیں لیکن
اک برستا ہوا بادل جو نہیں، کچھ بھی نہیں — عالیؔ

لبوں پہ حرفِ محبت، دِلوں میں بغض و نفاق
یہ دوستی ہے؟ تو پھر دشمنی میں کچھ بھی نہیں — ماہرؔ القادری

لوگ چُن لیں جس کی تحریریں حوالوں کے لیے
زندگی کی وہ کتابِ معتبر ہو جائیے — ابوالمجاہد زاہدؔ

لمحہ لمحہ کو بچاؤ کہ یہی بہتر ہے!
کچھ نہ کر پائے کبھی وقت گنوانے والے — نعیمؔ نجمی

لائی حیات آئے، قضا لے چلی چلے
اپنی خوشی نہ آئے، نہ اپنی خوشی چلے — ذوقؔ

لاش پر عبرت یہ کہتی ہے امیرؔ
آئے تھے دنیا میں اس دن کے لیے — امیرؔ مینائی

لحد میں کیوں نہ جاؤں منہ چھپائے
بھری محفل سے اُٹھوایا گیا ہوں — شادؔ عظیم آبادی

لطف و احسان و دلنوازی کو
زندگی کا وقار کہتے ہیں — ظہیر تاجؔ

لاکھ حربے سہی ہر وضع کے شیطان کے پاس
ڈھال ایمان کی موجود ہو انسان کے پاس — محمد علی جوہرؔ

لوگ اپنے اصول بھی اکثر
پیرہن کی طرح بدلتے ہیں — دوا اکبر راہی

لوگ رکھتے ہی نہیں ظاہر و باطن کی تمیز
ہم نے ہر شخص کا معیارِ نظر دیکھ لیا — لیث قریشی

لب پہ اہلِ چمن کے تبسّم
اور جلتے رہے آشیانے — موج رامپوری

لے ہی ڈوبی تجھ کو تیری آگہی
دن بہت دیکھے ہیں، لے اب رات دیکھ — برق مچھلی شہری

لازم نہیں کہ تم سے ہی پہنچے ہمیں گزند
ہم خود ہی اپنے درپئے آزار ہو گئے — وزیر آغا

لاکھ تالے پڑیں مگر واحد
بند ہوتے نہیں لبِ بیباک — واحد پریمی

لفظوں میں پڑ گیا ہے اثر انقلاب کا
اپنا جسے کہا وہی بیگانہ بن گیا — صبا اکبرآبادی

لازم خودی کا ہوش بھی ہے بے خودی کے ساتھ
کس کی اُسے خبر جسے اپنی خبر نہ ہو — جگر مرادآبادی

لبِ خاموش پہ خوابیدہ دعا جاگ اٹھی
حد سے گزرے جو ستم آہِ رسا جاگ اٹھی — نسیم

لوگ با ایں ہمہ دعوائے خرد
تنگ دل تنگ نظر ہیں کتنے — حیرت شملوی

لے گئی تجھ کو پریشانیٔ افکار کہاں
ہو گئی سرد تری آتشِ کردار کہاں — روشؔ صدیقی

لے چل ہاں منجدھار میں لے چل، ساحل ساحل کیا چلنا
میری اتنی فکر نہ کر، میں خوگر ہوں طوفانوں کا — حفیظؔ جالندھری

لوگ اُن کے ظلم کا چرچا تو کرتے ہیں بہت
روک دے کوئی، یہ ہمت بھی کسی کے دل میں ہے — حیرتؔ شملوی

لُٹ کر سمجھ رہے ہیں کہ نادم ہے راہزن
کتنی حسین اہلِ مروّت کی بھول ہے — قتیلؔ شفائی

لوگ اس طرح سے کترا کے نکل جاتے ہیں
جیسے کچھ مانگتا پھرتا ہوں گداگر کی طرح — طاہرؔ تلہری

لو وہ بھی کہہ رہے ہیں کہ بے ننگ و نام ہے
یہ جانتا اگر تو لُٹاتا نہ گھر کو میں!! — غالبؔ

لبوں پہ اَمن کے نغمے ہیں، دل جہنّم ہے
یہ روشنی بھی کسی تیرگی سے کیا کم ہے — شاعرؔ لکھنوی

لُٹ گیا قافلہ کیا کہیے کہ لوٹا کس نے
راہ میں کوئی نہ تھا راہ نُما سے پہلے — شاعرؔ لکھنوی

لڑتے ہی رہیں گے تیرگی سے
اس دَور کے ہم چراغِ شب ہیں — شاعرؔ لکھنوی

لاکھ دیوارِ چمن راستہ روکے لیکن
بوئے گل کی بھی کہیں خوئے سفر جاتی ہے — ابوالمجاہد زاہدؔ

میں مطمئن ہوں اگرچہ خراب ہے ماحول
خزاں کے بعد کا عالم بہار ہوتا ہے
ماہرؔ القادری

میں تجھ کو بتاتا ہوں تقدیرِ اُمم کیا ہے
شمشیر و سناں اول، طاؤس و رباب آخر
اقبالؔ

محسوس یہ ہوتا ہے کہ ہر تازہ تغیّر
میرے لیے بیتاب ہے معلوم نہیں کیوں
جگرؔ مرادآبادی

مجھے دوستی کی قسم دینے والے
مری دشمنی بھی نہیں دشمنانہ
حفیظؔ میرٹھی

میسّر آتی ہے فرصت فقط غلاموں کو
نہیں ہے بندۂ حُر کے لیے جہاں میں فراغ
اقبالؔ

منزلِ حق میں ہر اک جَور گوارا ہے مجھے
چاہے دُشنام کے ہوں زخم کہ تلوار کے گھاؤ
ماہرؔ القادری

میری زباں پہ شکوۂ اہلِ ستم نہیں
مجھ کو جگا دیا، یہی احسان کم نہیں
جگرؔ مرادآبادی

مورکھ ہے وہ پاپی ہے
فرض کو جو سمجھے بیگار!!!
ماہرؔ القادری

مری نظر میں وہی سَر ہے سَر جسے عامرؔ
زمانہ کاٹ تو ڈالے مگر جھکا نہ سکے
عامرؔ عثمانی

میسّر ہو اگر ایمانِ کامل
کہاں کی اُلجھنیں، کیسے مسائل
حفیظؔ میرٹھی

مصیبت کا بھی اِک مقصد ہے دنیائے حوادث میں
کہ اک ٹھوکر لگے اور آدمی ہشیار ہوجائے
ماہرالقادری

منظور منظور اے اہلِ دنیا
اللہ میرا، باقی تمہارا
حفیظ جالندھری

متحد ہو کے بڑھو، جوشِ جنوں لے کے چلو
راہ دُشوار ہے اے ہمسفرو! یاد رکھو!
واحد پریمی

میں ایک تِنکا سہی راہِ زیست کا لیکن
مجھے اُڑا نہ سکے گی ہوا زمانے کی
واحد پریمی

مجھے پائمال کرلو مگر آئے گا وہ دن بھی
کہ ادا نہ کرسکو گے مری زندگی کی قیمت
شفیق جونپوری

مرا پیام ہے یہ، انگبیں کو سَم نہ کہو
کہے زمانہ مگر، تم تو کم سے کم نہ کہو
جعفر

میں تو ہر حال میں راضی بہ رضا رہتا ہوں
جو بھی ہوتا ہے مرے حق میں بجا ہوتا ہے
بیدل سرحدی

مانگا کیے دنیا کے اندھیروں سے اُجالا
اور اپنا چراغِ تہِ داماں نہیں دیکھا
حفیظ میرٹھی

مرے دل کو سوزِ غم سے بڑی روشنی ملی ہے
کبھی تم بھی اپنے گھر میں یہ دِیا جلا کے دیکھو
اختر اسکندروی

بلا رہا ہوں نگاہیں میں کج کلاہوں سے
نہ خوف ہے نہ خطر، لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ
ماہرالقادری

مِٹا دے اپنی ہستی کو اگر کچھ مرتبہ چاہے
کہ دانہ خاک میں مِل کر گلِ گلزار ہوتا ہے
اقبالؔ

مہِ تاباں کے ڈھونڈنے والو
قلب کی روشنی کی بات کرو!
طاہرؔ قریشی

مری سمجھ میں آگیا ہر ایک رازِ زندگی
جو دِل پہ چوٹ پڑ گئی، تو دُور تک نظر گئی
عنوانؔ چشتی

میری دُنیا اجاڑنے والو
یہ نہ بھولو مرا خدا بھی ہے
دواکر راہیؔ

مجھے تم کیا سُناتے ہو وَفاداری کا افسانہ!
لِکھی ہے خونِ دل سے مدّتوں یہ داستاں مَیں نے!
شفیقؔ جونپوری

میرؔ بندوں سے کام کب نکلا
مانگنا ہے جو کچھ خدا سے مانگ
میر تقی میرؔ

منزلِ دار و رسن ہو کہ سَوادِ زِنداں
عشق ہر حال میں پابندِ رضا ہوتا ہے
ماہرؔ القادری

موتی سمجھ کے شانِ کریمی نے چُن لیے
قطرے جو تھے مرے عرقِ انفعال کے
اقبالؔ

مصائب میں اُلجھ کر مُسکرانا میری فطرت ہے
مجھے ناکامیوں پر اَشک برسانا نہیں آتا
نامعلوم

میں تو اندیشۂ انجام سے کانپ اٹھتا ہوں
جب سِتم اُن کے بہ اندازِ کرم ہوتے ہیں
دِواکر راہیؔ

میں آج بے وفا سہی ، میری وفاؤں کو
محسوس تم کرو گے مری زندگی کے بعد — فرازؔ سلطانپوری

میدانِ کارزار میں آئے وہ قوم کیا
جس کا جوان آئینہ خانے میں رَہ گیا — حفیظؔ میرٹھی

میں بھی پھِروں ہوں مارا مارا ، چھوڑ کے تیرے دامن کو
پیڑ سے جو پتّا ٹوٹے ہے ، آوارہ ہو جائے ہے — حفیظؔ میرٹھی

مسئلے خود بخود ختم ہو جائیں گے
اپنی اپنی حدوں میں رَہا کیجیے — تابشؔ مہدی

مرکز پہ جو کرن تھی ، وہ خود آفتاب تھی
جب ہو گئی جدا تو 'کرن' کہہ دیا گیا — جلیلؔ فتحپوری

مِل کے رَہنے کا ہم فیصلہ تو کریں
کِس میں ہمّت ہے ہم میں جُدائی کرے — عزیزؔ بگھروی

مانگ لوں تجھ سے تجھی کو ، تو سبھی کچھ مل جائے
سَو سوالوں سے یہی ایک سوال اچھا ہے — امیرؔ مینائی

مَیں اور التجائے کرم ، آپ سے کروں
یہ بھیک دیجیے اُسے ، جس کا خدا نہ ہو — منظرؔ صدیقی

مصائب لاکھ بڑھ جائیں ، عزائم کم نہیں ہوتے
یہ سَر وہ ہیں جو کٹ جاتے ہیں لیکن خم نہیں ہوتے — سعیدؔ رضا

مَن کی دَولت ہاتھ آتی ہے تو پھر جاتی نہیں -!
تَن کی دَولت چھاؤں ہے آتا ہے دھن جاتا ہے دھن — اقبالؔ

مجھ کو چاہا تھا زمانے نے سہارا دینا
میری غیرت نے مگر اس کو گوارا نہ کیا — لیث قریشی

میں راہِ محبت چھوڑ چلوں، یہ کہہ کر دُکھ نہ بڑھا ہمدم
اِس راہ پہ مَر مٹنے والا، جانے کے لیے کب آتا ہے — رشید کوثر فاروقی

موت کے آسرے جو کٹ جائے
مجھ کو وہ زندگی نہیں منظور — زکی زاکانی

منہ کے میٹھے، دل کے کھوٹے، جان کے وہ دشمن نکلے
اِس دنیا میں جن کو ہم نے سمجھا تھا غمخوار بہت — طفیل ہوشیارپوری

میں نے ہر غم کو کر لیا ہے قبول
آپ کی ہر خوشی گواہ رہے — رئیس رامپوری

میں نے پوچھا پہلا پتھر مجھ پر کون اٹھائے گا
آئی اِک آواز کہ تو جس کا محسن کہلائے گا — قتیل شفائی

ملے گا کوئی جو اِنسان تو گفتگو ہوگی!
کہ پتھروں کو سُنانے سے فائدہ کیا ہے — انوار فیروز

مفلسی اِک عذاب ہے یارو!
جب نہ ایمان کا اثاثہ ہو! — دوا کر راہی

میں سایہ ہوں، مجھے تاریکیوں سے کیا لینا
مری حیات تو ہے روشنی سے وابستہ — طاہر تلہری

مجرمِ حق نہ گنہگارِ وفا ہوں اے دوست
پھر بھی حالات کی سوُلی پہ چڑھا ہوں اے دوست — طاہر تلہری

ن

نہ تو زمیں کے لیے ہے نہ آسماں کے لیے
جہاں ہے تیرے لیے، تو نہیں جہاں کے لیے — اقبالؔ

نقش ہیں سب ناتمام خونِ جگر کے بغیر
نغمہ ہے سودائے خام خونِ جگر کے بغیر — اقبالؔ

نغمۂ نو بہار اگر میرے نصیب میں نہیں
اِس دمِ نیم سوز کو طائرکِ بہار کر — اقبالؔ

ناچیز جہانِ مہ و پرویں ترے آگے
وہ عالمِ مجبور ہے، تو عالمِ آزاد — اقبالؔ

نہیں اِس کھلی فضا میں کوئی گوشۂ فراغت
یہ جہاں عجب جہاں ہے نہ قفس نہ آشیانہ — اقبالؔ

نہ سُنو گر بُرا کہے کوئی
نہ کہو گر بُرا کرے کوئی — غالبؔ

نہیں محفوظ ناموسِ گلستاں، ہم نہ کہتے تھے
چمن کی تاک میں ہے برقِ سوزاں ہم نہ کہتے تھے — راسخؔ عرفانی

نشاں تو تیرے چلنے سے بنیں گے
یہاں تو ڈھونڈتا ہے نقشِ پا کیا!! — نعیمؔ صدیقی

نہ مال و زر کی، نہ سیم و گہر کی بات کرو
ہمارے ساتھ خلوصِ نظر کی بات کرو — کوثرؔ نیازی

نہیں ہے کوئی بھی حاجت ترے فقیروں کو
بس اِک نگاہِ تلطف، بس اِک کرم کی نظر — کوثرؔ نیازی

نشانِ راہ سے ہٹ کر چلے تو ہو لیکن
بھٹک گیا جو کہیں کارواں تو کیا ہو گا — مشکورؔ

نمازِ عشق اِقامت کی منتظر ہے اَبھی
اُذاں پُکار کے تم سو گئے کہاں آخر — نعیمؔ صدیقی

نظمِ گلشن کے لیے بادِ صبا پر پہرہ
صحنِ گلشن میں مگر برگِ خزاں آوارہ — یوسفؔ ظفر

نغمہ وہی ہے نغمہ کہ جس کو
رُوح سنے اور رُوح سُنائے — جگرؔ مرادآبادی

ناکامیٔ جاوید بصد شوق گوارا
گردن دَرِ باطل پہ جھکائی نہیں جاتی — نعیمؔ صدیقی

ندیم! ہوش نہیں شرط راہِ الفت میں،
یہ دیکھنا ہے کہ اخلاص میں کمی تو نہیں — بِسملؔ

نہ ڈگمگائے کبھی ہم وفا کے رَستے میں
چراغ ہم نے جلائے ہوا کے رَستے میں — جالبؔ

نظر نظر یہ ہے بندش، نفس نفس ہے غلام
یہ زندگی ہے تو اِس زندگی کو میرا سَلام — ماہرؔ القادری

نگاہِ شوق یہی وقتِ آزمائش ہے
وہ سامنے ہے تجلّی، نظر نہ جائے جھپک — ماہرؔ القادری

نہ معرفت، نہ بصیرت، نہ عصمتِ کردار
مسائلِ نظری کو سمجھ لیا ہے علوم — ماہرؔ القادری

نہ جس میں سوزِ ایمانی ، نہ جس میں رُوحِ قرآنی
مسلمانوں کو ایسی زندگی راس آنہیں سکتی — ماہرؔ القادری

نہ حوصلہ ، نہ تمنّا ، نہ ولولہ نہ اُمنگ
یہ بے حسی نہیں اے دِل تو بے حسی کیا ہے — اثرؔ لکھنوی

نہ دیکھ چشمِ زمانہ ہمیں حقارت سے
ادب ، کہ درخورِ صد احترام ہیں ہم لوگ — نہالؔ سیوہاروی

نہ دیکھ رَشک سے تہذیب کی نمائش کو
کہ سارے پھول یہ کاغذ کے ہیں خدا کی قسم — ماہرؔ القادری

نہ ہوں حیران میرے قہقہوں پر مہرباں میرے
فقط فریاد کا معیار اونچا کر لیا میں نے — حفیظؔ میرٹھی

نہ پڑ ماضی و حال کی الجھنوں میں
صداقت نہیں ہے اسیرِ زمانہ — حفیظؔ میرٹھی

نوید ہے یہ کسی انقلابِ تازہ کی
اُداس اداس چمن کی بہار ہے اب تک — ابوالمجاہد زاہدؔ

نظامِ خالقِ عالم میں غیر ممکن ہے
کہ ہم حساب تو لے لیں مگر حساب نہ دیں — دِواکر راہیؔ

نصیحت ہمیں ناصحا کر خوشی سے
مگر گفتگو سے نہیں ، زِندگی سے — دِواکر راہی

نگاہِ پستیٔ عالم کی سمت کیا جائے
یہ جانتے ہیں کہ عالی مقام ہیں ہم لوگ — نہالؔ سیوہاروی

نیتِ بَد ہے تو کارِ نیک سے حاصل ہے کیا
جاگتے ہیں دُزد بھی مثلِ نگہباں رات بھر — امیر مینائی

نہیں پَروا جو راہیں سخت تر ہیں
ہمارا عزم عزمِ کوہ کَن ہے — واحد پریمی

نہ ہوگا غیر کی تقلید سے اچھا اثر پیدا
خود اپنی زندگی میں زندگی کی شان پیدا کر — شفیق جونپوری

نے گُل کو ہے ثبات، نہ شبنم کو ہے قرار
کیا روئے اس چمن میں کوئی اور کیا ہنسے! — شاہ ظفر

نشانِ راہ دکھاتے تھے جو ستاروں کو
ترس گئے ہیں کسی مَردِ راہ داں کے لیے — اقبال

نہیں موقوف طوفانوں پہ یارو
سرِ ساحل بھی کشتی ڈوبتی ہے — واحد پریمی

نگہ بلند، سخن دلنواز، جاں پُرسوز
یہی ہے رَختِ سفر میرِ کارواں کے لیے — اقبال

نہیں اپنے لٹنے کا غم، فِکر یہ ہے
پسِ کارواں، کارواں اور بھی ہیں! — موج رامپوری

نِشاں یہی ہے زمانہ میں زندہ قوموں کا
کہ صبح و شام بدلتی ہیں ان کی تقدیریں — اقبال

نہ اِتنا دل لگا آزاد دنیا سے کہ یہ ظالم
شریکِ عیش ہوتی ہے، شریکِ غم نہیں ہوتی — جگن ناتھ آزاد

نہ جانے چشمِ عنایت میں کیا نظر آیا
غریب رو دیا دامن کو اپنے پھیلا کر — حفیظؔ میرٹھی

نہیں جاتی کہاں تک فکرِ انسانی نہیں جاتی
مگر اپنی حقیقت آپ پہچانی نہیں جاتی! — جگرؔ مرادآبادی

نگاہیں اُٹھ رہی ہیں آج تم پر ساری دنیا کی
خدا جانے زمانہ کیا کہے گا تم اگر بہکے — دواکرؔ راہی

نہ چھوڑ تو کسی عالم میں راستی، کہ یہ شے
عصا ہے پیر کو اور سیف ہے جواں کے لیے — ذوقؔ

نصیحت کی جگہ حُسنِ عمل درکار ہے ناصح
یہ بہتر ہے کہ لفظوں کے بجائے زندگی بولے — عروجؔ زیدی

نقدِ خلوص و اَشکِ ندامت، وفا کے پھول
جو پاس تھا میں رختِ سفر لے کے آگیا — عزیزؔ بگھروی

نہ جانے کب ہو تمہیں آرزو سنورنے کی
مجھے سنبھال کے رکھنا کہ آئینہ ہوں میں — جمالؔ قریشی

نہ لے چل خانقاہوں کی طرف شیخِ حرم مجھ کو
مُجاہِد کا تو مستقبل ہے میدانوں سے وابستہ — حفیظؔ میرٹھی

نکالنے ہیں تمہیں خود ہی پاؤں کے کانٹے
پلٹ کے تم کو نہ دیکھے گا کارواں، لوگو! — حفیظؔ میرٹھی

ناز برداری نہ کیجے اہلِ دولت کی حفیظؔ
رفتہ رفتہ حاشیہ بردار ہو جائیں گے آپ — حفیظؔ میرٹھی

نہ دیکھیں گے چمن برباد ہوتے
کہ اِس میں خون ہے شامل ہمارا — حفیظ میرٹھی

نہ ہم زمیں کے لیے ہیں، نہ آسماں کے لیے
جہاں میں آئے ہیں کچھ روز امتحاں کے لیے — ظہیر تاج

نئی صبح پر نظر ہے، مگر آہ یہ بھی ڈر ہے
کہ یہ صبح رفتہ رفتہ کہیں شام تک نہ پہنچے — شکیل بدایونی

ننگِ ہستی ہے، داغِ ہستی ہے
دردِ اگر درد کی دوا نہ ہوا! — اثر لکھنوی

ناز جس خاکِ وطن پر تھا مجھے آہ! جگر
اُسی جنّت پہ جہنّم کا گماں ہوتا ہے — جگر مرادآبادی

نہیں ناداں کی دوستی بہتر
بلکہ دانا کی دُشمنی اچھی — شاہ ظفر

نہ ہوگا اس سے زیادہ جہاں میں اندھیر
کہ دوست دوست کو دیکھے مگر نہ پہچانے — ذوالفقار علی بخاری

نہ بدلی جائے گی ہم سے کبھی روش اپنی
زمانہ جانتا ہے کتنے وضعدار ہیں ہم — لیث قریشی

نوائے حق کو اگر یہ دنیا قرار دیتی ہے باغیانہ
میں تہمتِ بزدلی نہ لوں گا، مجھے گوارا ہے سر کٹانا — عامر عثمانی

نہ پاسِ مہر و وفا ہے، نہ ربطِ باہم ہے
نجوم طعنہ بلب ہیں "یہ ابنِ آدم ہے" — عامر عثمانی

نہ کہیں جہاں میں اَماں مِلی ، جو اَماں ملی تو کہاں ملی
مِرے جرمِ خانہ خراب کو ، ترے عفوِ بندہ نواز میں — اقبال

نشّہ پلا کے گرانا تو سب کو آتا ہے
مزہ تو جب ہے کہ گرتے کو تھام لے ساقی — اقبال

نگاہ پاک ہے تیری تو پاک ہے دِل بھی
کہ دل کو حق نے کیا ہے نگاہ کا پیرو — اقبال

نہ ہم سفر، نہ کوئی رہنما تلاش کرو
تم اپنا بھُولا ہوا راستہ تلاش کرو — ساز سیمابی

نہ خوفِ برق نہ خوفِ شَرر لگے ہے مجھے
خود اپنے باغ کے پھولوں سے ڈر لگے ہے مجھے — ملک زادہ منظور

نہ بِل سکے گا یہاں کوئی وقت پر اپنا
مفاد ڈھونڈتا پھرتا ہے ہر بشر اپنا — سوز نعمانی

نہ رہی قلب و زباں میں ترے ہم آہنگی
ورنہ تکبیر کے نعروں میں اثر آج بھی ہے — محرمت الاکرام

نظر کو خیرہ کرتی ہے چمک تہذیبِ حاضر کی
یہ صنّاعی مگر جھوٹے نگوں کی ریزہ کاری ہے — اقبال

نظریں بھی اِنقلاب کے زیرِ اثر ہیں جوش
تاریکیوں کا نام چراغاں ہے آج کل — جوش ملسیانی

ندامتیں ہوں تو سَر بارِ دوش ہوتا ہے
فراز جاں کے عوض آبرو بچالے جا — احمد فراز

نکتہ چیں ہے غمِ دل اس کو سُنائے نہ بنے
کیا بنے بات، جہاں بات بنائے نہ بنے — غالبؔ

نگاہیں جب بدلتی ہیں تو حیرتؔ
کھٹکتی ہیں کسی کی خوبیاں تک — حیرتؔ شملوی

ناامیدی ہے، جو قدموں کو جکڑ لیتی ہے
راستہ کوئی بھی دُشوار نہیں ہوتا ہے — سوزؔ نعمانی

نہیں جو واقفِ رسمِ وفا، وہ کیا جانیں ـــ؟
کہ دِل کے خون سے جلتے ہیں دوستی کے چراغ — قمرؔ قریشی

نظر فریب مناظر دِکھا رہا ہے کوئی
قدم قدم پہ مجھے آزما رہا ہے کوئی — شفقتؔ کاظمی

ناخدا! کشتی تو پھر کشتی ہے، جرأت چاہیے
ایک تنکا بھی پہنچ جاتا ہے ساحل کے قریب — عارفؔ اکبرآبادی

نہ دوسروں سے کہو ایسی بات جو تم سے
کوئی کہے تو گزر جائے ناگوار تمہیں! — ذِواکر راہیؔ

نظمِ دنیا کو جو پاتا ہے ہمیشہ یکساں
دِل پکار اٹھتا ہے اپنا کہ خدا واحد ہے — شادؔ عظیم آبادی

نہ اپنا اور نہ بیگانہ کسی کے کام آتا ہے
خلوصِ دِل ہی اپنا آدمی کے کام آتا ہے — نامعلوم

نام بے بدنامِ مَے کا ورنہ اس سے بھی سوا
مست ہو جاتا ہے اِنساں، نشۂ دولت کے وقت — شاہ ظفرؔ

نرم دمِ گفتگو، گرم دمِ جستجو
رزم ہو یا بزم ہو پاک دل و پاکباز — اقبالؔ

نہ گل ہیں، نہ بوٹے، نہ غنچے، نہ پتے
ہوئے باغ نذرِ خزاں کیسے کیسے؟ — امیرؔ مینائی

نہیں ہے نا امید اقبالؔ اپنی کِشتِ ویراں سے
ذرا نم ہو تو یہ مٹی بہت زرخیز ہے ساقی — اقبالؔ

نہیں آتی تو یاد اُن کی مہینوں تک نہیں آتی
مگر جب یاد آتے ہیں تو اکثر یاد آتے ہیں — حسرتؔ موہانی

نہ ہو جو غم کا طلبگار، وہ جگر کیا ہے
نہ ہو جو حق کی طرفدار، وہ زباں کیا ہے — وحشتؔ کلکتوی

نظر کس قدر ان کی محدود ہے!
جنہیں آج سب کچھ یہیں چاہیے — حیرتؔ شملوی

نگاہِ شوق میسّر نہیں اگر تجھ کو
ترا وجود ہے قلب و نظر کی رسوائی — اقبالؔ

نالے کرنے پڑے، حشر اٹھانا پڑا
سو رہا تھا زمانہ، جگانا پڑا — ماہرؔ القادری

نہ چھوڑ عزم کا دامن، نظر اٹھا وہ دیکھ
قریب آگئی منزل، سفر تمام ہوا — سوزؔ نعمانی

نکل جا عقل سے آگے کہ یہ نور
چراغِ راہ ہے منزل نہیں ہے — اقبالؔ

ندیم! شہرِ تمنّا کی روئداد نہ پوچھ
ہر ایک گھر میں لہو کا چراغ جلتا تھا
طاہرؔ تلہری

نازکُ بدن ہے پھول مگر عزم الاماں
کانٹوں کے درمیان بھی کھِلتا ہوا مِلا
سوزؔ نعمانی

نرم الفاظ بھی چبھ جاتے ہیں نشتر کی طرح
چوٹ پھولوں سے بھی لگ جاتی ہے پتھر کی طرح
طاہرؔ تلہری

نشۂ زر میں چوُر ہیں کچھ لوگ
کس قدر بے شعوُر ہیں کچھ لوگ
دِواکر راہیؔ

نہ بِک سکی کسی بازارِ مصلحت میں کبھی
مری زباں کی صداقت مری اَنا کی طرح
شاعرؔ لکھنوی

نئی بہار نے اتنے چبھوئے ہیں کانٹے
کہ زخم زخم ہے ہر پھول کا بدن اب تک
شاعرؔ لکھنوی

نہ جانے کتنے مسائل کا حل نکل آئے
اگر حیات کا مقصد سمجھ میں آجائے
دواکر راہیؔ

نہ اٹھ سکے گا کسی اَور سے یہ بارِ گراں
خدا کے واسطے دامن سے گردِ غم نہ جھٹک
ماہرؔ القادری

نوخیز شگوفوں کو مَسلنا تو رَوا ہے
گلشن پہ مگر مَرحمتِ بادِ صبا جُرم
یونسؔ قنوجی

نہ برق پر، نہ شراروں پہ حرف آئے گا
چمن جَلا تو بہاروں پہ حرف آئے گا
وحشیؔ مرادآبادی

و

ولئے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا
کارواں کے دِل سے احساسِ زیاں جاتا رہا — اقبال

وہ جگر سوزی نہیں، وہ شعلہ آشامی نہیں
فائدہ پھر کیا جو گردِ شمع پروانے رہے — اقبال

وفا کا ذِکر ہی کیوں چھیڑتے ہیں اہلِ وفا
جب ان کی خاطرِ نازک پہ بار ہوتا ہے — ماہر القادری

وہ اہلِ دل ہیں کہ پیہم اُبھرتے جاتے ہیں
تُلا ہوا ہے زمانہ جنھیں مِٹانے کو — جمال امین آبادی

وہ ہمیں ہیں کہ جن کے ہاتھوں نے
گیسوئے زندگی سنوارے ہیں — جگر مراد آبادی

وقارِ وحدتِ آدم پہ گر نہ آنچ آئے
تو پھر وطن کی محبت بھی دِل پہ بار نہیں — ابوالمجاہد زاہد

وہ اندھیرا ہی بھلا تھا کہ قدم راہ پہ تھے
روشنی لائی ہے منزل سے بہت دُور مجھے — شفیق جونپوری

وائے نادانی کہ تو محتاجِ ساقی ہو گیا
مے بھی تو، مینا بھی تو، ساقی بھی تو، محفل بھی تو — اقبال

وہ چشمہ بن کہ جس سے ہوں سرسبز کھیتیاں
رہرو کو تو فریب نہ دے صورتِ سراب — اقبال

وفا کی راہ میں سب کچھ لُٹا کر
وفا کے جُرم کا اِقرار کر لوں — احقر

وہ زہد جو کہ رضامند ہو غلامی پر
ہے ایسے زُہد پر آب و ہوائے خُلد حرام — ماہرؔ القادری

وہی انسان ہے اِس دہر میں بیدار ضمیر
ہر نفس جس کے لیے آج بھی ہے روزِ حساب — ماہرؔ القادری

وہی ناکام زیست میں واحدؔ
لوگ جو مشکلوں سے ڈرتے ہیں — واحدؔ پریمی

وہ سَر تو ایک فتحِ مبینِ حیات ہے
جو کٹ گیا ہو، پیشِ ستمگر جھکا نہ ہو — ابوالمجاہد زاہدؔ

وہ جن کے جسم پہ چہرے بدلتے رہتے ہیں
انھیں بھی ضد ہے کہ اُن کا بھی اِحترام کریں — ابوالمجاہد زاہدؔ

وہ سجدہ روحِ زمیں جس سے کانپ جاتی تھی
اُسی کو آج ترستے ہیں منبر و محراب — اقبالؔ

وہ مردِ مجاہد نظر آتا نہیں مجھ کو!
ہو جس کے رگ و پے میں فقط مستیٔ کردار — اقبالؔ

وہ بے گناہ جو قاتل کو کر رہے تھے تلاش
لہو ملا ہیں ان کی بھی آستینوں میں — شاعرؔ لکھنوی

وقت برباد کرنے والوں کو
وقت برباد کر کے چھوڑے گا — دِواکر راہیؔ

وہ جلد سیلِ حوادث میں ڈوب جائیں گے
جو لوگ وقت کا دھارا بدل نہیں سکتے — غافلؔ کرنالی

وہ بھی روٹھی ہوئی مُسرّت ہے
جس کو ہم لوگ غم سمجھتے ہیں، — نریش کمار شاد

وہ سحر جس سے لرزتا ہے شبستانِ وجود
ہوتی ہے بندۂ مومن کی اَذاں سے پیدا — اقبال

وقت ہی کو جو بدل دے وہ ہے انسان عظیم
وقت کے ساتھ بدلنا کوئی کردار نہیں — نامعلوم

وہ جو ہم نے لکھی تھیں زندگی کے بارے میں
حرف حرف روشن ہیں آج بھی وہ تحریریں — اشتیاق طالب

وہ ہمسفر جو سفر میں تمہارے ساتھ نہیں
ٹھہر کے اُن کا بھی کچھ انتظار کر لینا — فراز سلطانپوری

وہ بھی کیا دن تھے کہ دوڑاتے تھے گھوڑے بحر میں
اب تو پتّا بھی کھڑکتا ہے تو ڈر جاتے ہیں لوگ — تابش مہدی

وہ غم بھی کتنے مبارک ہیں آدمی کے لیے
جو زندگانی کے معیار کو بلند کریں — دواکر راہی

وہیں ہوا ہے اصولوں کا قافلہ گمراہ
غرض کے ساتھ جہاں مصلحت بھی شامل ہے — دواکر راہی

وے صورتیں الٰہی کس دیس بستیاں ہیں
اب جن کے دیکھنے کو آنکھیں ترستیاں ہیں — سودا

وفاؤں کے بدلے جفا کر رہے ہیں
میں کیا کر رہا ہوں، وہ کیا کر رہے ہیں — حفیظ جالندھری

وقت کو بس گزار لینا ہی
دوستو! کوئی زندگانی ہے — دِواکر راہی

وقت کا اب یہ تقاضا ہے کہ ہر وہ دیوار
دِل کو جو دِل سے جدا کر دے گرا دی جائے — دِواکر راہی

وہی لمحہ تھا حاصلِ عمرِ ثاقبؔ
کہ جب موت پر زندگی مسکرائی — ثاقبؔ کانپوری

وقت پر کام جو آ جاتا ہے اپنے اِنساںؔ
بڑھ کے اپنوں سے ہے، ہر چند وہ اپنا نہ سہی — لیثؔ قریشی

وفا سرشت ہوں لیکن اب اس کو کیا کہیے
فریب دیتی ہے دُنیا مجھے بنامِ خلوص — لیثؔ قریشی

وہ شجر ہوں مَیں جو ہر دَرماندہ رَہرو کے لیے
سایہ افگن ہے مگر خود سایہ سے محروم ہے — لیثؔ قریشی

وہ جو سمجھیں تو اشک سب کچھ ہے
وہ نہ سمجھیں تو صرف پانی ہے — عامرؔ عثمانی

وہی دِل وہی طبیعت مگر اپنا اپنا جذبہ
کوئی آشیاں اُجاڑے، کوئی آشیاں بسائے — لیثؔ قریشی

وہ خاکِ لذتِ منزل سے آشنا ہوگا
ہر اِک قدم پہ جو مُڑ مُڑ کے دیکھتا جائے — ہاشمؔ

وہم کے اَندھیروں سے کوئی تو نکل آئے
ہم اُٹھائے پھرتے ہیں مشعلِ یقیں تنہا — طاہرؔ تلہری

وہ فریب خوردہ شاہیں جو پلا ہو کرگسوں میں
اُسے کیا خبر کہ کیا ہے رہ و رسمِ شاہبازی — اقبالؔ

وہی اہلِ کارواں ہیں، وہی بے حسی کا عالم
نہ کسی کو فکرِ منزل، نہ غمِ شکستہ پائی — طفیلؔ ہوشیارپوری

وقت کا اِک اِک لمحہ، ہے امین صدیوں کا
گم ہوا اگر اِک لمحہ، صدیوں ہی رُلاتا ہے — آبادؔ شاہ پوری

وہ علم نہیں زہر ہے اَحرار کے حق میں
جس علم کا حاصل ہے جہاں میں دو کفِ جَو — اقبالؔ

وہی ہے عالمِ نیرنگیٔ چمن اَب تک
کہ تار تار ہے پھولوں کا پیرہن اب تک — شاعرؔ لکھنوی

وہ پھول جو محرومِ تبسم ہیں ابھی تک
اُن پر بھی نظر میری، گلستاں کی بہار رو — واحدؔ پریمی

وہ مجھ سے پوچھتے ہیں ذکرِ اربابِ وفا سُن کر
یہ کس عالم کا ہے مذکور، کس دنیا کی باتیں ہیں — جوشؔ ملسیانی

وقت کے قدرداں کی نظروں میں
زندگی مختصر نہیں ہوتی! — رشید کوثرؔ فاروقی

وہ معتبر ہی نہیں سجدۂ بندگی کے لیے
کبھی کسی کے لیے ہو، کبھی کسی کے لیے — مائلؔ خیرآبادی

وہ نشہ چاہیے ساقی کہ پھر اُتر نہ سکے
کہیں شراب وسبو سے بجھی ہے رُوح کی پیاس — رشید کوثرؔ فاروقی

ہ

ہر وہ لمحہ ہے مرا کفر میں شامل اے دوست
دل تری یاد سے جس میں رہا غافل اے دوست
کوثر نیازی

ہر چند کائناتِ دو عالم میں اے جگر
انساں ہی ایک چیز ہے، انساں مگر کہاں
جگر مراد آبادی

ہاتھ ہے اللہ کا بندۂ مومن کا ہاتھ
غالب و کار آفریں، کار کشا، کارساز
اقبال

ہر طرف پھیلے ہیں اندازِ جفا کیا باعث
مٹتی جاتی ہے زمانے سے وفا کیا باعث
نامعلوم

ہر لحظہ ہے مومن کی نئی شان نئی آن
گفتار میں، کردار میں اللہ کی بُرہان
اقبال

ہے عرصۂ ہستی میں عمل ہی سے تو سب کچھ
باتوں سے کوئی کام بَنا ہے نہ بَنے گا
ماہر القادری

ہمیں خراب تو احساسِ کمتری نے کیا
نظر بھی اپنی جگہ تھی وگرنہ شعلۂ طور
عاصی کرنالی

ہو فکر اگر خام تو آزادیٔ افکار
انسان کو حیوان بنانے کا طریقہ
اقبال

ہم کو مٹا سکے یہ زمانے میں دَم نہیں
ہم سے زمانہ خود ہے زمانے سے ہم نہیں
جگر مراد آبادی

اے وہ نغمہ جس کا مغنی
گا آجائے، روتا جائے
حفیظ میرٹھی

ہجومِ غم میں عنواںؔ مُسکرانا چاہیے تم کو
وہ انساں کیا جو غم میں زیست سے بیزار ہو جائے — عنواںؔ چشتی

ہم میں اور تم میں یہی فرق ہے دنیا والو
ہم ہر اک بات سرِ بزمِ جہاں کہتے ہیں — حمایتؔ علی شاعرؔ

ہم اپنا مقصدِ تخلیق اکثر بھول جاتے ہیں
لپٹ جاتا ہے جب اندیشۂ سود و زیاں ہم سے — حفیظؔ میرٹھی

ہم پہ یہ بھی ہے اِک الزام کہ ہم
داستاں دَرد بھری کہتے ہیں — حیرتؔ شملوی

ہم لوگ خطا کار، گنہگار بہت ہیں
یعنی تِری رحمت کے سزاوار بہت ہیں — زکیؔ کیفی

ہم جَور بھی سَہ لیں گے مگر ڈر ہے تو یہ ہے
ظالم کو کبھی پھولتے پھلتے نہیں دیکھا — عرشؔ ملسیانی

ہم کو اَے خاک کے ذرّات سمجھنے والو
غور سے دیکھو ذرا، شمس و قمر ہیں ہم لوگ — واحدؔ پریمی

ہشیار! کہ اِلزام نہ آجائے جنوں پر
دیوانو! سرِ دار ہنسو، سوچتے کیا ہو — واحدؔ پریمی

ہمکنارِ بحر ہو کر، موجِ طوفاں خیز ہو
پست ہمت کے لیے آغوشِ ساحل چاہیے — اثرؔ لکھنوی

ہم کو آئی ہے نہ آئے گی زمانہ سازی
گر ہنر یہ ہے تو پھر اہلِ ہنر اور سہی — حبیبؔ صدیقی

ہم جینے سے تو اوب گئے، مرنے سے مگر یوں ڈرتے ہیں
جو بویا ہے وہ کاٹیں گے، کیا بویا ہے؟ دل جانے ہے — حفیظ میرٹھی

ہائے رے نیرنگیاں ہوں تو چراغ اب بھی مگر،
روشنی رکھتا تھا پہلے، اب دھواں رکھتا ہوں میں — حفیظ میرٹھی

ہائے اس دوریٔ منزل پہ یہ اندازِ خرام
کارواں موجِ رواں، سیلِ رواں ہو جاتا — حفیظ میرٹھی

ہر اک سزا مجھے منظور بے وفائی کی
یہ راز کھول تو دو، مسلکِ وفا کیا ہے — نعیم صدیقی

ہم تو ہیں اک راہ کا پتھر، ہم کو ہے تسلیم مگر
دھوپ نکلنے دو تو کھلے گا موم کے پیکر کتنے ہیں — شاعر لکھنوی

ہر سہارا بے عمل کے واسطے بیکار ہے
آنکھ ہی کھولے نہ جب کوئی، اجالا کیا کرے — حفیظ میرٹھی

ہر ہاتھ میں پتھر ہے، ہر سینے میں پتھر ہے
یارو! یہ زمانہ کیا پتھر کا زمانہ ہے — ہوش نعمانی

ہمیں نگاہِ تمسخر سے دیکھنے والو!
یہ حادثات جو تم پر گزر گئے ہوتے — نریش کمار شاد

ہیچ ہیں میری نظر میں آشیاں و گلستاں
آدمی ہوں عزمِ تعمیرِ جہاں رکھتا ہوں میں — حفیظ میرٹھی

ہم توجہ کے سزاوار نہ تھے
سیدھے سادے تھے اداکار نہ تھے — حفیظ میرٹھی

ہو گئے لوگ اپاہج یہی کہتے کہتے
ابھی چلتے ہیں، ذرا راہ تو ہموار بنے
حفیظ میرٹھی

ہو سکے تو کبھی آپ بھی سوچیے
کیوں ہے محرومِ خود آگہی آدمی
تابش مہدی

ہر پھول لالہ رنگ ہے میرے ہی خون سے
اہلِ چمن سمجھتے ہیں ننگِ چمن مجھے
جلیل فتحپوری

ہمت جو ہو تو چھین لو دستِ جفا سے تیغ
اہلِ ستم سے رحم و کرم کا سوال کیا
عزیز بگھروی

ہٹ کے اُن کی راہ سے جو راہ بھی اپنائیے
زندگی کی منزلوں سے دور ہوتے جائیے
عزیز بگھروی

ہم کسی گلچیں کو کیسے باغباں کہنے لگیں
آپ کی کیا ہے، زمیں کو آسماں کہنے لگیں
شاد عارفی

ہزار کشتی کو لائے بچا کے طوفاں سے
اجل جو آئی تو ساحل سے گر کے ڈوب گئے
ظہیر تاج

ہمارے بعد اندھیرا رہے گا محفل میں
بہت چراغ جلاؤ گے روشنی کے لیے
نامعلوم

ہنسی میں تلخیٔ ایام کو چھپائے ہوئے
چلے چلو یونہی بارِ حیات اٹھائے ہوئے
جمیل الدین عالی

ہم حقیقت ہیں تو تسلیم نہ کرنے کا سبب
ہاں اگر حرفِ غلط ہیں تو مٹا دو ہم کو
احسان دانش

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام
وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا — اکبر الٰہ آبادی

ہم نے طاہرؔ جس نگری میں جا کر کی تبلیغ وفا کی —!
اس نگری کے سارے باسی دوڑ پڑے لے لے کر پتھر — طاہرؔ تلہری

ہوس نے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے نوعِ انساں کو
اخوّت کا بیاں ہو جا، محبّت کی زباں ہو جا! — اقبالؔ

ہم نے کانٹوں کو بھی نرمی سے چھوا ہے اکثر
لوگ بے درد ہیں، پھولوں کو مَسل دیتے ہیں — نامعلوم

ہمیں سے رنگِ گلستاں ہمیں سے رنگِ بہار
ہمیں کو نظمِ گلستاں پہ اختیار نہیں — ساحرؔ لدھیانوی

ہے اپنا کام تو جہدِ مسلسل اَے راہیؔ
مآلِ جہدِ مسلسل خدا کے ہاتھ میں ہے — دواکر راہیؔ

ہے سنّتِ اربابِ وفا صبر و توکّل!
چھوٹے نہ کہیں ہاتھ سے دامانِ رضا دیکھ — محمد علی جوہرؔ

ہم نہیں جانتے وفا کیا ہے
ہم نے سیکھی ہے حکم کی تعمیل — زکی زاکانیؔ

ہمیں گواہ بنایا ہے وقت نے اپنا
بنامِ عظمتِ کردار آؤ سچ بولیں — قتیلؔ شفائی

ہائے کیا دیکھنے کی خواہش تھی
اور کیا دیکھنا پڑا مجھ کو — طاہرؔ تلہری

ی

یہ طاغوت کی بندگی! توبہ توبہ
خلافت کے منصب پہ مامور ہو کر — احقر

یہ بھی تو اک دلیل ہے اس کے وجود کی
جب تک نہ مانیے اُسے، دل مانتا نہیں — شفیق جونپوری

یہ مصرع کاش نقشِ ہر در و دیوار ہو جائے
جسے جینا ہو مرنے کے لیے تیار ہو جائے — جگر مرادآبادی

یہ قدم قدم بلائیں، یہ سوادِ کوئے جاناں
وہ یہیں سے لوٹ جائے جسے زندگی ہو پیاری — عامر عثمانی

یہی ہے زندگی تو زندگی سے خودکُشی اچھی
کہ انساں عالمِ انسانیت پر بار ہو جائے — جگر مرادآبادی

یہ راہِ صدق ہے اس راہ کا بھرم رکھنا
سمجھ کے سوچ کے اس راہ میں قدم رکھنا — ابوالمجاہد زاہد

یہ بھی تو سوچیے کبھی تنہائی میں ذرا
دنیا سے ہم نے کیا لیا، دنیا کو کیا دیا — حفیظ میرٹھی

یہ دورِ ترقی بھی کیا دورِ ترقی ہے
سوزِ غمِ انساں سے انسان ہیں بیگانے — ابوالمجاہد زاہد

یہ دور اپنے براہیم کی تلاش میں ہے
صنم کدہ ہے جہاں لا الٰہ الا اللہ — اقبال

یہ فریبِ جلوہ ہے سربسر، مجھے ڈر یہ ہے دلِ بے خبر
کہیں جم نہ جائے تری نظر، انھیں چند نقش و نگار پر! — جگر مرادآبادی

یہ مانتا ہوں کہ دورِ عروجِ آدم ہے
مگر یہ آدمی انساں نہیں تو کچھ بھی نہیں — جمال امین آبادی

یہ علم، یہ حکمت، یہ تدبر، یہ حکومت
پیتے ہیں لہو، دیتے ہیں تعلیمِ مساوات — اقبال

یہ بندگی خدائی، وہ بندگی گدائی
یا بندۂ خدا بن، یا بندۂ زمانہ — اقبال

یارب یہ جہانِ گزراں خوب ہے لیکن
کیوں خوار ہیں مردانِ صفا کیش و ہنرمند — اقبال

یقیں کی شمع روشن ہے تو تخلیقِ سحر ہوگی
درازیِ شبِ ہجراں کا انور غم نہیں کرتے — انور صدیقی

یہ قدم قدم تأمل، یہ تھکے تھکے ارادے
کہو میرِ کارواں سے کہ حدی کی لے بڑھادے — رشید کوثر فاروقی

یہ بھی زمانہ دیکھ لیا
چور بنے ہیں چوکیدار — ماہر القادری

یہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے!
ہزار سجدے سے دیتا ہے آدمی کو نجات — اقبال

یقین مرکزِ توحید پر رہا لیکن
تصورات کے سانچے میں ڈھل گئے اصنام — ماہر القادری

یہ بجا کہ سجدوں کے نقش ہیں جبینوں میں
یہ تو دیکھیے کیا ہے دل کا حال سینوں میں — جگر مرادآبادی

یہ بھی کیا زندگی ہوئی حیرت
انگلیاں اٹھ گئیں جدھر گزرے — حیرت شملوی

یقیں محکم، عمل پیہم، محبت فاتحِ عالم
جہادِ زندگانی میں ہیں یہ مردوں کی شمشیریں — اقبال

یہ خارزارِ محبت، یہ سنگلاخ زمیں
اسی سفر میں تو لطفِ برہنہ پائی ہے — ماہر القادری

یہ افرنگی تمدن، یہ ہوس کاری، یہ عریانی
پیامِ موت ہے بہرِ مسلماں، ہم نہ کہتے تھے — راسخ عرفانی

یوں تو کہنے کو بشر ہیں کتنے
اہلِ کردار مگر ہیں کتنے
حیرت شملوی

یہ لغزشیں ہی سنبھلنا تجھے سکھا دیں گی
قدم قدم پہ سہاروں کا منہ نہ دیکھا کر
حفیظ میرٹھی

یہاں تو ہر قدم اٹھتا ہے منزل آشنا ہو کر
جو ہو بیگانۂ منزل، وہ گردِ کارواں دیکھے
اقبال آصفی پوری

یہ زندگی بھی ہے کیا، شمعِ نو کے پروانے
کہ محفلیں تو گلستاں ہیں، دِل سیہ خانے
شفیق جونپوری

یہ مرحلہ بھی مری حسرتوں نے دیکھ لیا
بہار میرے لئے، اور میں تہی دامن
جگر مرادآبادی

یہ دیکھ کر کہ ہے سازِ حیات بے آواز
خرد کے ہاتھ سے مضراب چھین لی میں نے
ماہر قادری

یوں گزارو ہر ایک دن گویا
زندگی کا وہ آخری دِن ہے
دوا کراچی

یہ کیا کیا شام سے ہنستے ہیں میری شمعِ غربت پر
ذرا دیکھوں تو اِن مغرور تاروں کی سحر کیا ہو
شفیق جونپوری

یا تو احساں کر کے احساں مت جتا
یا کسی انسان پر احساں نہ کر
ابوالمجاہد زاہد

یوں چمکیے زینت کوہ و دمن بن جائیے
یوں ابھریئے صبح کی پہلی کرن بن جائیے
ماہر القادری

یہ اندھیرے نہ ہوں گے چراغوں سے کم
دل جلاؤ یہاں روشنی کے لئے
عزیز نگھروی

یہ اُجالوں کے اندھیرے نہیں دیکھے جاتے
ہوں جو دھوکا وہ سویرے نہیں دیکھے جاتے
جمال قریشی

یہ دَورِ عیش مبارک تمہیں، مگر یارو
جو وقت آئے تو دار و رسن کی قدر کرو
جلیلؔ فتحپوری

یہ تو نے کہا کیا اے ناداں! فیاضیٔ قدرت عام نہیں
تو فکر و نظر تو پیدا کر، کیا چیز ہے جو انعام نہیں
جگرؔ مرادآبادی

یہی جذبات جو سینہ کی گہرائی میں سوتے ہیں
یہی طوفاں کناروں سے نکل جائیں تو کیا ہوگا
عاصیؔ کرنالی

یہی آنسو جو بہ کر جذب ہو جاتے ہیں دامن میں
یہی موجیں اگر پہلو بدل جائیں تو کیا ہوگا
عاصیؔ کرنالی

یہاں کوتاہیٔ ذوقِ عمل ہے خود گرفتاری
جہاں بازو سمٹتے ہیں وہیں صیّاد ہوتا ہے
اصغرؔ گونڈوی

یہ دامن ہے یہ ہے گریباں، آؤ کوئی کام کریں
موسم کا منہ تکتے رہنا، دیوانوں کا کام نہیں!!
نامعلوم

یہ میکدہ ہے کہ ہے میکدے کی رسوائی
لبوں کو چھو نہ سکی زندگی کے جام کی آنچ
اطہرؔ عباسی

یہ چمن یونہی رہے گا اور ہزاروں جانور
اپنی اپنی بولیاں سب بول کر اڑ جائیں گے
شاہؔ ظفر

یوں تو جینے کو سبھی جیتے ہیں دنیا میں مگر
زندگی نام ہے احساس کی بیداری کا
دواؔ کراہی

یہ پھول خوش نما نہ سہی دیدہ ور مگر
اِس پھول میں خلوص و محبت کی بُو تو ہے
دواؔ کراہی

یوں انقلاب تو آنے کو سیکڑوں آئے
مگر ہنوز ہے گیسوئے زندگی برہم
لیثؔ قریشی

یہ رات بہت تاریک سہی، یہ رات بھیانک رات سہی
اس رات کے سینے سے پیدا اک صبحِ درخشاں کرنا ہے
عرشیؔ بھوپالی

یکتا ہے ہر اک شخص اداکاری کے فن میں
قاتل بھی تو کمبخت مسیحا سا لگے ہے — عزیز نبطوری

یہ جو دامن پہ تمہارے ہیں لہو کی چھینٹیں،
تم کو اک عمر گزر جائے گی دھوتے دھوتے — ساغر اعظمی

یوں نہ ہنس ہنس کے چھیڑیے مجھ کو
آج تو واقعی اُداس ہوں میں — ابوالمجاہد زاہد

یہ حاصلِ حیات ہے، یہ فخرِ کائنات
اے زندگی مذاق نہ کر آدمی کے ساتھ — حفیظ میرٹھی

یہ تو گلگشت کا نہیں مطلب
پھول شاخوں سے توڑتے رہیے — طاہر فراز

یوں حق کے آڑے آنے کا انجام نہ جانے کیا ہوگا
اے دل! ناداں زمانے کا انجام نہ جانے کیا ہوگا — کوثر نیازی

یہ ہوائیں بہت دور لے جائیں گی
خشک پتے کی مانند مت ڈولیے — ہوش نعمانی

یہ انساں اور بھی انسانیت بیزار ہو جائے
اگر مجبور سے بڑھ کر کہیں مختار ہو جائے — عنوان چشتی

یہ ہے بندگی، دل لگی تو نہیں
خدا ہے خدا — اور — صنم ہے صنم — فروغ احمد

یوں تو سید بھی ہو، مرزا بھی ہو، افغان بھی ہو
تم سبھی کچھ ہو، بتاؤ تو مسلمان بھی ہو؟ — اقبال

یہ کون سی جدت ہے، یہ کیسی ترقی ہے
انسان ہی انساں کو مخلوقِ دگر سمجھے — شکیل بدایونی

یہ علم و تمدن، دلوں کی تسکین کا ساماں کر نہ سکے
ظاہر کو عطا کی تابانی، باطن کو درخشاں کر نہ سکے — شمیم عثمانی

یہ بات تو تاریخ میں ملتی نہیں صاحب
تسبیح و مصلیٰ تو ہے، تلوار نہیں ہے
تابش مہدی

یہ ظلمتیں ہیں حقیقت میں مہر دَر آغوش
اِسی فضا میں طلوعِ سحر کی بات کرو
کوثر نیازی

یہ صحبتِ یاراں ہے بہرحال غنیمت
کس لمحہ بچھڑ جائے کوئی، کس کو خبر ہے
وقار مالوی

یوں بھی کرتے ہیں غم گساری لوگ
ٹوٹ جاتا ہے آئینہ دِل کا
راز کاشمیری

یہ رتبۂ بلند ملا جس کو مِل گیا،
ہر مدّعی کے واسطے دار و رسن کہاں
رند

یہی زمیں ترا مَسکن، یہی ترا مَدفن
اِسی زمین سے تو مہر و ماہ پیدا کر
جگر مرادآبادی

یہ بات میری سمجھ میں تو آ نہیں سکتی
وہ میرے حالِ پریشاں سے بے خبر ہوگا
سوز نعمانی

یہ روح میں چبھتا ہوا احساس کا کانٹا
اک زہر میں ڈوبے ہوئے پیکاں کی طرح ہے
طاہر تلہری

یک رنگ تھے وہ ہم کہ دو رنگی نہ کی پسند
پہنا کفن تو جامۂ ہستی اتار کے
امیر مینائی

یہی بے نیازیاں تو مرا دل بڑھا رہی ہیں
تم اگر نہ رنج دیتے، مجھے کچھ خوشی نہ ہوتی
احسان دانش

یوں تو ہم زمانے میں کب کسی سے ڈرتے ہیں
آدمی کے مارے ہیں آدمی سے ڈرتے ہیں
خمار بارہ بنکوی

یکایک یوں بدل جائے گی دُنیا
نہ تھا حیرت ہمیں اس کا گماں تک
حیرت شملوی

یوں زندگی گزار رہا ہوں ترے بغیر!
جیسے کوئی گناہ کیے جا رہا ہوں میں
جگرؔ مرادآبادی

یہ ناگ تو ویسے ہی بدنام ہیں بیچارے
انسان ہی دنیا میں انسان کو ڈستے ہیں
سوزؔ نعمانی

یہ شرف کم نہیں اے آدمِ خاکی تیرا
اس نے اپنے لیے تعمیر کیا خانۂ دل
اثرؔ لکھنوی

یہ بحرِ پُرآفات، یہ منجدھار، یہ طوفان
میں ٹوٹے کناروں کی طرف دیکھ رہا ہوں
رضوانؔ بریلوی

یہ کیا غضب ہے کہ الحاد کے اندھیروں میں
حیات ڈھونڈتی پھرتی ہے آئینہ خانے
عرشیؔ بھوپالی

یہ روز و شب، یہ صبح و شام، یہ بستی، یہ ویرانہ
سبھی بیدار ہیں، انساں اگر بیدار ہو جائے
جگرؔ مرادآبادی

یہ فرقِ مراتب کیا اے ساقی میخانہ
پیاس ایک ہے رِندوں کی، اپنے ہوں کہ بیگانے
ابوالمجاہد زاہدؔ

یقینِ بے عمل پہ ہے مدارِ دین آج کل
فریب کھا رہا ہوں میں صدائے لا الٰہ سے
نعیمؔ صدیقی

یہ راز کسی کو نہیں معلوم کہ مومن،
قاری نظر آتا ہے حقیقت میں ہے قرآن
اقبالؔ

یہ ظلم کی تاریک گھٹاؤں کو سُنا دو
زندہ ہیں تو پھر قصدِ مے و جام کریں گے
کوثرؔ نیازی

یہ ہماری ہی بدولت ہیں کچھ آثارِ حیات
ہم جو محفل سے چلے جائیں تو کیا رکھا ہے
شفیقؔ جونپوری

یہ کیا غضب ہے نشیمن مرا ہی پھونک دیا
چراغ میں نے جلائے تھے روشنی کے لیے
بشیرؔ بدر

یہ کیسے ختم ہوگئیں زباں کی پاسداریاں
وہ دشمنوں پہ اعتبار کرنے والے کیا ہوئے — اظہر عنایتی

یہ لکھنا کہ سب خیریت ہے یہاں پر
مگر "جرم ہے حق بیانی" نہ لکھنا — تابش مہدی

یہ بات لکھی ہے ہر برگِ گل پہ اے کوثر
کہ غم ہی حاصلِ فصلِ بہار ہوتا ہے — کوثر نیازی

یہ شینی نظام کی جنت
روشنی سے دھواں بدلتی ہے — شمس نوید

یہ بات الگ، بن گئے تصویرِ خزاں کی،
آئے تھے گلستاں میں بہاروں کی طرح ہم — شہاب مراد آبادی

یہ تو نے کس کے شانے سے سلجھالیے ہیں بال
آئینہ دیکھ، زلف میں تیری ہے خم غلط! — عروج قادری

یہ بات نرالی دلِ خوددار کرے ہے
تڑپے ہے مگر درد سے انکار کرے ہے — حفیظ میرٹھی

یہ بھی پہچان ہے اک نئے ذہن کی
ہر ادا، ہر سخن تاجروں کی طرح — تابش مہدی

یقیں نہ آئے تو پروانہ بن کے دیکھ ذرا
جسارتوں میں جو لذت ہے پیش و پس میں نہیں — عزیز بگھروی

یہاں جی کھول کر رولیں تو ہو کچھ بارِ غم ہلکا!
وہاں دامن پہ اک آنسو ٹپک جائے تو رسوائی — شفیق جونپوری

یہ برق و باد کا طوفاں، تو ساز و ساماں ہے
ہمارے جذبۂ تعمیرِ آشیاں کے لیے — عاصی کرنالی

یہ خود اپنی قینچی تھی جس سے کٹے!!
مرے دونوں بازو، مرے بال و پر — عروج قادری

یہ وہ لمحہ ہے کہ اب بھی نہ اگر ہوش آیا
موت کو سامنے پاؤ گے جدھر جاؤ گے
اشعر رامنگری

یہ کیا سلیقۂ ایماں ہے خود ہی کر انصاف
زباں پہ دعوئے توحید، بتکدے کا طواف
شمس نوید

یہ اور بات ہے کہ کہیں سر نہیں جھکا
ہم تھے تو کاہ، کوہ سے ٹکرا دیے گئے
احسان دانش

یہ دل اُن ہی کی عطا تھی، یہ جاں ان ہی کا کرم
اُن ہی پہ دونوں نچھاور ہوئے، ٹھکانے لگے
نعیم صدیقی

یہ کیا خبر تھی اندھیرے اُبل پڑیں گے قمر
چراغ ہم نے جلائے تھے روشنی کے لیے
قمر مرادآبادی

یہ دَورِ شمس و قمر، یہ فروغِ علم و ہنر
ترس رہی ہے زمیں پھر بھی روشنی کے لیے
ابوالمجاہد زاہد

یہ پوچھیے زمانے سے اب اُس کے پاس کیا رہا
ہمیں تو اک خزانہ تھے، ہمیں لُٹا دیے گئے
نعیم صدیقی

یہ کیا کم ہے کہ جب آتے ہو لوگو
کوئی الزام دے جاتے ہو لوگو
اخگر رحیم آبادی

یہ بجا کہ ہے تبسّم مرا مضمحل مگر تم!
مری طرح فرطِ غم میں کبھی مسکرا کے دیکھو!
اختر سکندروی

یوں اچانک وہ اِدھر آ نکلا
راستہ بھول گیا ہو جیسے
شفیق کوٹی

یہ بھی ہے پوچھنے کی بات کوئی
جو خوشی آپ کی، وہی میری
وارث القادری

یہ فرمائیں خردمندانِ حاضر
کسی ناقص کو بھی کامل بنایا
روشن صدیقی

یادِ چمن، خیالِ چمن، یا غمِ چمن ــــــ،
ہم ہیں جہاں بھی اپنا گلستاں ہے ساتھ ساتھ
نعیم صدیقی

یہ کوئی سازشِ تازہ نہ ہو جُنوں کے خلاف
خرد نے ہاتھ بڑھایا ہے دوستی کے لیے
ابوالمجاہد زاہد

یہ کہہ کے دل نے مرے حوصلے بڑھائے ہیں
غموں کی دھوپ کے آگے خوشی کے سائے ہیں
ماہر القادری

یہ دھوپ تو ہر رُخ سے پریشان کرے گی
کیا ڈھونڈ رہے ہو؟ کسی دیوار کا سایہ
بشیر بدر

یادِ ماضی، غمِ امروز، امیدِ فردا
کتنے سائے مرے ہمراہ چلا کرتے ہیں
شمیم کرہانی

یہ التجا ہے مری اپنے شہر یاروں سے
کبھی تو اپنا بھی دامانِ خونچکاں دیکھو
احقر

یقیں کی شمع جلاؤ، بڑا اندھیرا ہے
خرد کو آگ لگاؤ، بڑا اندھیرا ہے
ابوالمجاہد زاہد

یہی کیا وفاداریوں کے صلا ہیں
تمنا تھی پھولوں کی کانٹے ملے ہیں
ابوالمجاہد زاہد

یہ پُرخلوص فضائیں کہاں ملیں گی حفیظ
اٹھا نہ اہلِ محبت کے درمیاں سے مجھے
حفیظ میرٹھی

یہ بھی جینے میں کوئی جینا ہے
موج لپکے جدھر ہوا لے جائے
رشید کوثر فاروقی

اہلِ چمن کو مرا اندازۂ غم کیا
ما ہی نہیں خانۂ صیاد کا عالم
شفیق جونپوری

یہ کرلیا ہے عنادل نے فیصلہ باہم
گرے گی ٹوٹ کے بجلی تو مسکرائیں گے
الیاس شاکب

٭٭٭